New Era Magazine
لاحاصل محبت
ازقلم شمائلہ عباس
NEW ERA MAGAZINE
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

# لاحاصل محبت

# از شمائلہ عباس

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوا ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوا ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

کتابیں ہی نصیب ہونگی,اس جہاں میں

رنگوں، محبتوں سے ملیں گے اس جہان میں

سمیر اس کے سر پر کھڑا شعر سنا کر اسے مخاطب کرنا چاہ رہا تھا..

وہ جو کتابوں میں پورے انہماک سے مصروف تھی اس کی آواز سن کر چونک کر سیدھی ہوئی ی،اور سر پر دوپٹہ لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا

آ.....آ.پ، حیرانی سے ہکلاتے ہوئے پوچھا

جی،میں کیا پڑھ رہی ہو؟ سمیر نے جگہ بناتے ہوئے اس کے ساتھ چارپائی ی پر بیٹھتے ہی پوچھا

اس نے باقی ساری کتابیں ایک سائیڈ پر کیں اور ایک ہی کتاب کھول کر سامنے رکھی

بس یار صبح کیمسٹری کا ٹیسٹ ہے وہی یاد کر رہی ہوں..

سمیر نے اس کی کتاب اٹھائی ی اور دیکھنے لگا

وہ جب کتاب میں مصروف تھا تو زینب کو اس کی طرف دیکھنے کا موقع مل گیا...وہ بہت پیار سے مسکراتے ہوئے اسکا چہرہ دیکھ رہی تھی..

اور تم ٹھیک ہونا؟ سمیر نے کتاب اسکے سامنے رکھتے ہوئے پوچھا

جی میں ٹھیک آپ کیسے ہیں؟ زینب نے جواب دیا وہ اسکا نام کسی مجبوری کے سوا نہ لیتی تھی اس کی وجہ ابھی اسے بھی معلوم نہ تھی

ہاں میں بھی ٹھیک مارکیٹ تک جارہا تھا تو سوچا یہاں سے ہوتا جاؤں.. خالہ گھر پر نہیں تھیں اور مجھے پتہ تھا تم تو کتابوں میں ہی ملو گی.. وہ اسے چھیڑنے کے انداز میں بولا

ہاں اچھا کیا کہ یہاں آگئے آپ بیٹھیں میں چائے بنالاتی ہوں زینب نے ہنستے ہوئے جواب دیا

ارے نہیں تم سے مل لیا تو سمجھو چائے پی لی ابھی جلدی میں ہوں پھر ملتے ہیں.. سمیر نے اسے اٹھنے سے روک دیا اور جانے کیلیے کھڑا ہوا

دونوں نے خدا حافظ کیا اور سمیر چلا گیا زینب اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی....

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کا گھر چھوٹا تھا مگر ہر چیز کو نفاست سے رکھا ہوا تھا اور چھوٹی موٹی ضرورت کی چیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں زینب کے ابو زوار شاہ کی چھوٹی سی دکان تھی جس سے ان کا چولہا جلتا تھا زینب سب کی آنکھ کا تارا تھی اب وہ زیادہ محنتی تھی یا سب سے بڑی تھی اس لیے...

اسلام علیکم ابو، وہ کمرے میں آئی تو سامنے زوار صاحب لیٹے تھے

وعلیکم سلام بیٹاآؤ بیٹھو زینب کو دیکھتے ایک دلکش مسکراہٹ نے ان کے لبوں کو چھوا

انہوں نے زینب کو اپنے پاس ہی بٹھالیا

ہلکی پھلکی گفتگو ہوئی ی زینب کو کالج کیلی ئے کچھ چاہی ئے تھا مگر زوار صاحب نے پہلے

خرچوں کی روداد سنادی جس سے اس نے اپنا منہ بند رکھا اور اپنی پڑھائی ی کا بتانے

لگی...

آج ٹیسٹ ہے میرا سب دعا کیجی ئے گا، صبح ناشتہ کرتے ہوئے زینی نے کہا

انشا اللہ اچھا ہوگا، امی نے گلے لگاتے ہوئے گال چوم کر دعا دی.. سب کو خدا حافظ

بول کر وہ زوار صاحب کے ساتھ چلی گ ئی ی..

زوار صاحب ہمیشہ خود اسے چھوڑنے جاتے تھے شاید اسے حالات سے محفوظ رکھنا

چاہتے تھے اسے لوگوں کے رویوں سے چھپانا چاہتے تھے مگر قسمت بہت ظالم ہوتی ہے

جو گھر کے لاڈلے ہوں ان کے امتحان بھی سخت ہوا کرتے ہیں...

کالج میں پہلے دو لیکچرز تو اچھے گزر گ ئے مگر جب کیمسٹری کا ٹائم ہوا تو وہ پہلے ہی ڈر

رہی تھی کیونکہ ٹیسٹ لکھنے کیلی ئے اس کے پاس پیپرز نہیں تھے کل وہ یہی کہنے والی

تھی جب اس کے ابو نے پیسوں کی کمی کا کہا تو وہ خاموش ہو گ ئی ی تھی..

میم نے آتے ہی سلام دعا کے بعد کلاس ارینج کروائی ی تو آخر زینی ہمت کر کے اٹھ کھڑی ہوئی ی

"میم، میں شیٹس لانا بھول گ ئی ی، کیا میں ٹیسٹ سنا سکتی ہوں"..

ابھی اس کی دوست بولنے لگی تھی کہ مجھ سے لے لو مگر میم بہت غصے سے گویا ہوئی یں

"کیوں تمہیں پتہ نہیں تھا کہ آج ٹیسٹ ہونا ہے روز کا تمہارا یہی ڈرامہ ہوتا ہے اتنا ٹائم نہیں ہے میرے پاس کے الگ الگ ٹیسٹ لوں جاؤ کلاس سے باہر باقیوں کو ٹیسٹ کرنے دو"..

"سوری میم آئ ندہ نہیں بھولوں گی مجھے ٹیسٹ بہت اچھا تیار ہے میں ابھی کسی سے لے کر لکھ لیتی ہوں"

زینب بے بسی میں بس رو دینے کو تھی اور بھرائی ی ہوئی ی آواز میں بولی

"مس زینب تنگ مت کریں اور کلاس سے چلی جائی یں ورنہ میں چلی جاتی ہوں "

فرسٹ ائی یر میں اے پلس لینے کے باوجود وہ کلاس میں کبھی پراپر لی ٹیسٹ نہیں دے سکتی تھی حالانکہ سب سے اچھا اسی کو تیار ہوتا تھا مگر کبھی اصل زندگی کے امتحان سکول کے امتحان سے زیادہ سخت ہوتے ہیں...

اب اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا اس لیے آنکھوں میں نمی لیے وہ کلاس سے باہر چلی گئی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کیونکہ ٹیسٹ اتنی محنت سے تیار کیا تھا اور اب ہمیشہ کی طرح وہی ہوا

"یااللہ میری زندگی سے امتحان کب ختم ہونگے بچپن سے اب تک میرے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے مزید کب تک مجھے یہ سب برداشت کرنا ہوگا "

وہ روتی خود میں بڑبڑاتی جارہی تھی...وہ پورا دن اس کا اداسی اور مایوسی سے گزر گیا وہ گھر والوں سے ان واقعات کا ذکر نہیں کرتی تھی کیونکہ پہلے ہی مسئلے بہت تھے مزید پریشان کرنے کا کیا فائدہ...

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد سب نے اس سے ٹیسٹ کا پوچھا اچانک اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور سارا واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا مگر بہت اچھا ہوا پورے مارکس ملے کہہ کر ٹال دیا..

امی آج خالہ کوثر (سمیر کی ماں) سے مل آؤں؟ زینب نے امی سے پوچھا

ہاں مل آؤ، کس کے ساتھ جاؤ گی؟ امی نے کپڑوں کو تہہ لگاتے ہوئے پوچھا

راستے سے کرن کو لیتی جاؤں گی کل اتوار ہے ہم کچھ دیر بیٹھیں گے پھر آجائی یں گے..زینب نے چادر لیتے ہوئے کہا

اچھا کوثر کو میرے سلام کہنا..اور پھر زینب خدا حافظ کہہ کر چلی گ ئی ی......

کرن اس کی ماموں زاد تھی اس سے خاص دوستی نہیں تھی لیکن کہیں آتے جاتے ساتھ رہتی تھیں..

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

خالہ کے گھر پہنچے تو وہ چائے بنانے میں مصروف تھیں ان کی اپنی کوئی ی بیٹی نہیں تھی اس لیے سارے کام خود کرنے پڑتے تھے اور ان کو زینب سے بہت محبت تھی اس لیے محبت سے مل کر گال چومے

"ارے خالہ آپ کے دونوں طوفان نظر نہیں آرہے،ابھی زینب کی بات منہ میں ہی تھی کے سمیر آگیا

لگتاہے کسی نے مجھ معصوم کو یاد کیاہے اس نے بہت معصوم صورت بنا کر کہا خالہ اور کرن ہنس دیں کہ ان دونوں کی نوک جھوک ہمیشہ کی طرح پھر جاری ہو گ ئی ی

ارے ہاں ایک بات میں آج کیسے بھول گ ئی ی،زینب نے بہت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

کون سی بات؟ سمیر نے بھی سنجیدگی سے پوچھا باقی سب بھی اسکی طرف متوجہ ہوئے

یہی کے شیطان کو یاد کرو تو اس نے حاضر تو ہونا ہے زینب ہنستے ہوئے کہتے ہی باہر کی جانب بھاگی

زینی کی بچی سمیر بھی ہنستے ہوئے زینب کے پیچھے بھاگا

خالہ اور کرن ہنسنے لگی اللہ ہمیشہ ہنستہ مسکراتا رکھے دونوں کو.. خالہ نے محبت سے چور لہجے میں دعا دی مگر کون جانے کے آنسو بھی ہنسنے والوں کی ہی آنکھوں میں آتے ہیں....

وہ دونوں بھاگ بھاگ تھکے تو کمرے میں آکر بیٹھ گئے کرن خالہ کے ساتھ تھی

زوہیب سمیر کا بھائی گھر نہیں تھا

سمیر اٹھ کر زینی کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا تب زینب کو احساس ہوا کہ وہ اکیلی سمیر کے ساتھ بیٹھی ہے وہ ہمیشہ سمیر کی موجودگی سے گھبراتی تھی اور اسی گھبراہٹ سے بچنے کیلئے وہ مزاح کا سہارا لیتی تھی مگر آج جانے کیسے وہ یہ غلطی کر گئی.

میں ذرا خالہ کو دیکھ آؤں وہ اٹھ کر جانے لگی کے سمیر نے ہاتھ پکڑ کر بیٹھا دیا

مجھے تم سے بات کرنی ہے زینی سمیر نے اس کے چہرے کو فوکس کرتے ہوئے کہا

اس کی نظروں کی تپش سے زینی گھبرا رہی تھی اس کا ہاتھ ابھی تک سمیر کی گرفت میں تھا

اچھا ہاتھ تو چھوڑیں خالہ آجائیں گی زینی نے نظریں چراتے ہوئے کہا اور ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کی

اسے تو میں کبھی چھوڑنا نہیں چاہتا دیکھو زینی میں تمہارا خالہ زاد ہوں کبھی تمہارا برا نہیں چاہوں گا تمہاری عزت مجھے خود سے بھی پیاری ہے اور تم........

بات پوری نہیں ہوئی کے قدموں کی آہٹ سے وہ جھٹ سے ہاتھ چھوڑ کر دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا

زینب نے خود کو سنبھالا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور پسینہ آرہا تھا سمیر نے تو کبھی اس طرح بات نہیں کی پھر آج کیا ہوا

ختم ہوئی تم دونوں کی لڑائی خالہ نے زینب کے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھا

کرن نے چائے کی ٹرے میز پر رکھی زینب ابھی جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی صرف مسکرا دی

ارے ہم لڑتے نہیں ہم تو بس کھیل رہے تھے سمیر نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے زینب کو دیکھتے ہوئے کہا

اچھا چلو چائے پیو اور آج تم دونوں یہیں رہو گے میں تمہاری امی سے بات کرلوں گی
انہوں نے پیار سے مسکراتے ہوئے زینب سے کہا وہ انکار کرنا چاہتی تھی مگر خالہ نے
چپ کرادیا سمیر تو خوش ہو گیا کہ اسے بات پوری کرنے کا موقع مل جائے گا لیکن اسے
ڈر تھا کہ نجانے زینی کیا جواب دے....

.

رات سب لوگ سو چکے تھے مگر زینب کروٹیں بدل رہی تھی وہ سمیر کے بارے میں
سوچ رہی تھی کھانا بناتے ہوئے، کھاتے ہوئے اس نے زینب کو نظروں کے حصار میں
لیے رکھا

وہ انہی سوچوں میں غلطاں تھی کہ سمیر کی آواز آئی ی

زینی باہر آجاؤ لان میں، وہ سرگوشی کے انداز میں بولا

زینی نے تیزی سے سر ناں میں ہلایا اور کرن کی طرف اشارہ کیا جو اس کے ساتھ
سوئی ی ہوئی ی تھی

ارے دومنٹ کیلیے آؤ اسے نہیں پتہ چلے گا سمیر نے کہتے ساتھ ہی اشارہ کیا کہ نہیں
تو میں ادھر ہی آجاؤں گا

زینی نے اسے ایسا کرنے سے روکا اور خود اٹھ کر باہر آگ ئی ی

یہ کیا طریقہ ہے سمیر؟ زینب نے لان میں کرسی پر بیٹھتے ہی سنجیدگی سے پوچھا

کون سا طریقہ کزن ہو میری بات کرنے کا بھی حق نہیں ہے؟ سمیر نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

میں نے یہ نہیں کہا لیکن رات کے اس وقت کزن سے اکیلے میں بات کون کرتا ہے، لہجے کی سنجیدگی برقرار رکھی بڑی مشکل سے گھبراہٹ پر قابو پا کر وہ بول پا رہی تھی

زینی اس وقت میں تم سے کہہ رہا تھا کہ مجھے تمہاری عزت بہت پیاری ہے اور تم بھی ،دیکھو مجھے پلیز غلط مت سمجھنا میں تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کیلیے میں صرف تمہاری رضامندی چاہتا ہوں باقی سب سے میں خود بات کر لوں گا

سمیر اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامے آنکھوں میں محبت کے ہزار جذبے لیے کہہ رہا تھا

اور اسے تھوڑی دیر پہلے والی گھبراہٹ بھول گئی تھی اور اس کی جگہ حیرت نے لے لی تھی جس سے وہ آنکھیں اور منہ کھولے بے یقینی سے سمیر کو دیکھ رہی تھی

زینی کیا ہوا تمہیں برا لگا کیا؟ سمیر نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرا کر ہوش میں لایا

آں.....ہاں میں جاتی ہوں کوئی آجائے گا، زینی جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی

چلی جانا لیکن کچھ تو کہو میری بات کے بدلے بہت دیر بعد مجھے اظہار کا موقع ملا ہے اور تم اس طرح تو نہ کرو

سمیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر التجا کی

سمیر پلیز میرا ہاتھ چھوڑو مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پھر سے اس کے ہاتھ کانپنا شروع ہو گئے آنکھوں میں نمی آ گئی

اچھا ٹھیک ہے ابھی نہیں کچھ کہنا تو کوئی بات نہیں مجھے تمہارے جواب کا شدت سے انتظار رہے گا، یہی کہہ کہ سمیر تیزی سے وہاں سے چلا گیا....

بس پھر لیٹ تو گئی مگر نیند کسے آنی تھی یہی تو وہ چاہتی تھی جو سمیر خود کہہ رہا تھا مگر کیا خواہشیں اس طرح بھی پوری ہوتی ہیں؟ یہی سوچتے صبح ہو گئی اور وہ دونوں سمیر کے جاگنے سے پہلے ہی گھر آ گئیں....

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

اسلام علیکم امی زینب گھر پہنچی تو امی ناشتے کی تیاری کر رہی تھیں چونکہ اتوار تھا تو سب دیر سے اٹھے

وعلیکم سلام کیا ہوا بیٹا اتنی جلدی آ گئی سب خیریت ہے نا؟ امی کو تشویش ہوئی

ہاں سب ٹھیک ہے آپ کو تو پتہ ہے مجھے رات میں کہیں رہنا اچھا نہیں لگتا وہ تو خالہ نے بہت پیار سے کہا اس لیے رک گ ئ ی زینی نے پیار بازو امی کے گلے میں ڈالتے ہوئے کہا

اچھا اچھا پھر ٹھیک ہے،امے نے بھی پیار سے گال چومے اور وہ پھر سے سمیر کو سوچتی اپنے کمرے میں چلی گ ئ ی...

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

وہ خالی کمرے میں کتابیں پھیلا کر بیٹھی تھی مگر اسکا دھیان بالکل بھی پڑھائی ی کی طرف نہیں تھا..

وہ خود کو بہت حسین دنیا کا حصہ سمجھ رہی تھی اسے تو اپنی خوش قسمتی پر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا اس نے جب سے محبت کے بارے میں سوچنا شروع کیا تھا سمیر کو ہی سوچا تھا اب جب وہ بھی اسی کے بارے میں سوچ رہا ہے تو یہ خیال ہی راحت بخش رہا تھا..

مسکراہٹ اس اسکے چہرے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی وہ سارے امتحان جو وہ گزشتہ زندگی میں دے چکی تھی وہ تو پل بھر میں بھول گ ئ ی تھی

وہاں سمیر کو کوئی ی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی اسے جیسے پتہ چلا کہ زینی صبح سویرے چلی گ ئی ی وہ تب سے پریشان تھا اسے عجیب عجیب وسوسے ہونے لگے کچھ سوچ کر اس نے موبائل نکالا اور خالہ کو کال کی

سلام خالہ کیسی ہیں آپ؟جی میں بالکل ٹھیک

خالہ زینب سے بات کروادیں اگر وہ فری ہے تو

خالہ نے حال پوچھنے،بتانے بتانے کے بعد موبائل زیب کو دے دیا.....

موبائل دے کر وہ باہر چلی گ ئی یں زینبنے کچھ دیر موبائل دیکھا پھر جھجھکتے ہوئے کان سے لگا کر ہیلو کیا

ہیلو زینی کیا ہوا ہے یار تم اتنے جلدی چلی گ ئی ی میرا مقصد تمہیں پریشان کرنا تو ہرگز نہیں تھا میں تو سمجھتا تھا کہ تم بھی مجھ سے............

زینب نے پھر اسے ٹوک دیا کہ میں بعد میں بات کرتی ہوں اور کال کاٹ دی

سمیر نے فوراًمیسج کیا کہ زینی تم کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو جو بھی بات ہے مجھے صاف بتادو کہ تمہارے دل میں چل کیا رہا ہے؟

میسج پڑھ کر چہرے پر سنجید گی آئی ی اور میسج ڈیلیٹ کر دیا ایک عجیب ساخوف اس کے اندر تھا کہ اگر ہم ایک دوسرے دوسرے کے قریب آگ ئے تو کوئی ی ہمیں الگ نہ کر دے

نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہو گا ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے جب وہ بن کہے میرے دل کی بات سمجھ سکتا ہے تو ہم تو الگ ہو ہی نہیں سکتے اب میں اسے بتادوں گی کہ میں بھی اس سے بہت پیار کرتی ہوں

خود میں بڑبڑتی مسکراتی وہ کمرے رے سے باہر چلی گ ئی ی.....

اسے کون سمجھاتا کہ پاگل لڑکی اتنی محبت ہمیشہ کیلی ئے نہیں وہ تو کچھ وقت کی مہمان ہوتی ہے انسان سمجھتا ہے اسے سب مل گیا مگر یہ ظالم دنیا کبھی کسی کو سب کچھ نہی ملنے دیتی..

ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تمہیں بھی لے ڈوبیں گے

بڑی مشکل سے شام کو وہ زویا کو کچھ سمجھانے کیلی ئے اٹھی تھی اور پھر سمیر کی آواز آئی ی

وہ زینب کو تنگ کر رہا تھا کہ خود بھی ہر وقت کتابوں میں اور بہن بھائی یوں کو بھی بیٹھیں سمیر بھائی ی، زویا نے ہنستے ہوئے کہا اور کتابیں لے کر چلی گ ئی ی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زینب ہمیشہ سے سمیر کی کمپنی میں کنفیوز رہتی تھی اور اب تو اس بات کے بعد اور زیادہ ...

سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ اوپر دیکھا سمیر اسے ہی دیکھ رہا تھا زینب نے فوراً نظریں نیچے کر لیں

"دیکھو زینی یہ تم اچھا نہیں کر رہی کوئی ی گناہ تو نہیں کر لیا اپنے جذبات کا اظہار کر کے ٹھیک ہے نہ دو جواب، اب میں بھی نہیں پوچھوں گا ویسے بھی کل جا رہا ہوں میں"

زینب نے جیسے جانے والی بات سنی جھٹ سے اوپر دیکھا

ک.....کہاں....آگے کچھ بولتی ادھر سے زینب کی امی آگئیں سمیر ان کی طرف متوجہ ہو گیا خالہ سے باتوں کے دوران زینی کو دیکھ لیتا جو بالکل خاموش پریشان سی بیٹھی تھی یہ بات بھی سمیر کو اچھی نہیں لگ رہی تھی وہ تو صرف زینب کو خوش دیکھنا چاہتا تھا کبھی اس کی وجہ سے زینب کی آنکھوں سے آنسو آئیں گے یہ تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر ضروری نہیں نہ کہ جو نہ سوچو وہ ہو بھی نہ.....

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

سمیر چلا گیا امی سالن بنانے لگی زویا کپڑے استری کر رہی تھی ابو باہر تھے اور وہ ہر چیز سے بے نیاز بیٹھی تھی

آپی مجھے میتھ تو سمجھا دیں ثنا اسکی سب سے چھوٹی بہن نے آکر کہا

ہاں آتی ہوں تم جاؤ زینب نے بے خیالی میں جواب دیا وہ تو سمیر کو سوچ رہی تھی کہ کہیں مجھ سے نراض ہو کر تو نہیں جارہا....

یہی سوچ کر اسنے سمیر کے نمبر پر میسج کیا

کال می...

دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئی ہیں کہ کال آ گئی تو کہے گی کیا

سمیر کی کال آ گئی، ہیلو زینی کیسی ہو؟ اور یہ سورج کہاں سے نکلا ہے کہ جناب نے خود میسج کیا

سمیر نے مسکراتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا

جی ٹھیک ہوں تم کہیں جانے کا کہہ رہے تھے نہ کہاں جارہے ہو؟

بے تابی سے پوچھا گیا

ارے تمہیں پتہ تو ہے نہ جاب کا پتہ کر رہا تھا اس لیے اسلام آباد جارہا ہوں

سمیر نے مسکرا کر جواب دیا

پھر کب واپس آئیں گے؟ وہ اسکے جانے سے پریشان ہو رہی تھی

تم کیوں پوچھ رہی ہو تمہیں کیا فرق پڑتا ہے آؤں یا نہ آؤں؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمیر کو پھر شرارت سوجھی اور گلا کھنکار کر الٹا سوال کیا

ایسی باتیں تو نہ کرو اللہ خیر سے لے آئے اور زیادہ ہوا میں نہ اڑو میں تو ویسے ہی پوچھ

رہی تھی کہ خالہ اکیلی ہو جائیں گی

زینب نے بھی تڑخ کر جواب دیا

ہاں ہاں خالہ کی چہیتی ہماری تو کسی کو پرواہ ہی نہیں

سمیر نے معصومیت سے کہا زینب صرف مسکرا دی

اچھا اب کہہ دو نہ کہ پیار کرتی ہو مجھ سے، زینب کو چپ پا کر سمیر نے دوبارہ کہا

جب پتہ ہے تو پوچھتے کیوں ہو

زینب نے شرماتے ہوئے کہا

ہاں پتہ تو ہے لیکن تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں

سمیر نے کہا

زینب نے ایک لمبا سانس لے کر خارج کیا اور ہمت کر کے بولی کیونکہ اب بولنا تو تھا ہی،

ہاں میں بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہوں اور ہمیشہ سے کرتی ہوں

آخر زینب نے سمیر کا انتظار ختم کر ہی دیا مگر وہ نہ جانتی تھی کہ بدلے میں اسے ساری

زندگی کا نہ ختم ہونے والا انتظار ملنا تھا

ان کی محبت کو شروع ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا سمیر اسلام آباد جا چکا تھا..ان دونوں کی بات کبھی فون کال پر تو کبھی میسج پر ہو جاتی تھی

وہ دونوں بہت خوش تھے خود کو مکمل محسوس کرتے تھے زینب شوخ لڑکی تھی ہر وقت ہنسنے کھیلنے والی اور اب تو اس کے انگ انگ سے خوشی ٹپکتی تھی اس سب میں کہیں نہ کہیں اپنا مقصد بھلا چکی تھی کہ اس نے زندگی میں کیا حاصل کرنا ہے...

ایسے ہی ایک دن وہ سمیر سے بات کر رہی تھی کہ اسکی امی نے اسکی ساری بات سن لی انہیں زینب کی حرکتوں سے پہلے ہی شک تھا اور آج تو یقین ہو گیا وہ حیران تھیں مگر خوش تھیں سمیر ان کی سگی بہن کا بیٹا تھا کیسے نہ خوش ہوتیں...

وہ ہمیشہ زینب کو سمجھاتی تھیں کہ کبھی کہیں دل مت لگانا اور اگر لگاؤ تو ایسی جگہ جہاں وہ تمہارا ہمسفر بھی بن سکے مگر زینب ہمیشہ کہتی تھی کہ امی دل لگایا نہیں جاتا وہ تو بس لگ جاتا ہے لیکن انہیں خوشی تھی کہ انکی بیٹی نے کسی غلط لڑکے کا انتخاب نہیں کیا اب وہ جلد از جلد سمیر کی امی سے خود بات کرنا چاہتی تھیں.....

زینب کالج چلی گ ئی ی،اسکے ابو دکان پر بہن بھائی ی بھی سکول،اسکی امی گھر کے کاموں سے فارغ ہو کر سمیر کے گھر چلی گ ئی یں...

سمیر کی امی گھر اکیلی تھیں اسکے ابو سمیر کی سوتیلی خالہ شمشاد کے گھر گ ئے ہوئے تھے شمشاد خالہ سمیر اور زینب کی سوتیلی نانو کی اکلوتی بیٹی تھیں اور وہ زینب کی امی کو اتنا پسند نہیں کرتی تھی....

اسکی ایک بیٹی ثمرہ اور ایک بیٹا حماد تھے..زینب کی امی نے وہاں بیٹھے کافی دیر باتیں کیں اور انکو زینب کے حوالے سے اشارہ بھی دیاوہ بھی زینب کو بہت پسند کرتی تھی مگر تقدیر کے فیصلے تو کچھ اور ہی ہوتے ہیں عام انسانوں کے بس سے باہر.....

چاندنی رات تھی،چاند اپنی پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا اور وہ ننگے پاؤ ں ٹھنڈی گھاس پر چل رہی تھی جو ٹھنڈی شبنم سے گیلے ہو رہے تھے ہر طرف ہلکی ٹھنڈی روشنی پھیلی تھی

چاروں طرف رنگ برنگے پھول کھلے تھے ندی کے پانی کی لہریں وہاں پھیلے گہرے سکوت میں ہلکا سا ارتعاش پیدا کر رہی تھیں.

سامنے ایک بڑے سے پھولوں سے سجے تخت پہ اسے سمیر بیٹھا دکھائی ی دیا جیسے وہ بھی اسی کے انتظار میں بیٹھا تھا وہاں

وہ سمیر کو دیکھ کر مسکرائی اور بھاگ کر آگے بڑھنے لگی مگر یہ کیا اسے کسی نے دھکا دیا اور وہ ندی میں گر گئی وہ ڈوب رہی تھی اسے گھٹن محسوس ہوئی اور جھٹ سے آنکھیں کھولیں کچھ دیر اس نے سمجھنے کی کوشش کی کہ وہ ہے کہاں وہ بالکل ساکت لیٹی تھی پسینے میں بھیگ چکی تھی اور پھر بجلی کی تیزی سے اٹھ کہ بیٹھی سب سوئے ہوئے تھے اسکا دل چاہ رہا تھا اڑ کر سمیر کے پاس جائے مگر رات کے اس وقت تو وہ کال بھی نہیں کر سکتی تھی اپنی پریشانی میں خود ہی ہلکان ہوتی اس نے پوری رات جاگتے گزار دی......

صبح اس کی کالج سے چھٹی تھی اور صبح نماز پڑھنے کے بعد لیٹی بھی نہ تھی امی نے اسے اتنے جلدی جاگتا دیکھ کر حیران ہوئی کہ خود اٹھ گئی وہ بھی چھٹی کہ دن پہلے تو اٹھا اٹھا کہ تھک جاؤ تمہاری آنکھ ہی نہیں کھلتی

رات ڈراؤ ناخواب دیکھا تو نیند ہی نہیں آئی دوبارہ

زینب نے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ جواب دیا

نہ بیٹا ایسے خوابوں کی تعبیر اچھی ہوتی ہے اس لیے پریشان نہیں ہوتے

امی نے پیار سے سمجھایا

اس نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا اسکا دل تو ابھی بھی گھبرا رہا تھا جیسے کچھ ہونے والا ہے جو نہیں ہونا چاہیئے....

پورا دن اس نے ایسے ہی گزار دیا ورنہ وہ اپنی ہر چھٹی کو بہت انجوائے کرتی تھی صبح سے کوشش کر رہی تھی مگر سمیر سے بھی بات نہیں ہو سکی جس سے اس کی پریشانی مزید بڑھ رہی تھی اسکے دماغ، آنکھوں اور پورے جسم پر منوں بوجھ تھا بلآخر اس نے امی کو کہا کہ خالہ کو کال کر کے حال پوچھیں وہاں سب ٹھیک ہے؟

کاش وہ نہ کہتی یا امی کال نہ کرتی کیونکہ وہاں جو کچھ بھی تھا وہ زینب کیلئے تو بالکل اچھا نہیں تھا...

انہوں نے کال کر کے حال احوال پوچھا تو زینب کو تسلی دی کہ سب ٹھیک ہیں جس سے اس نے سکھ کا سانس لیا مگر اگلے لمحے اس کی امی کا چہرے کا رنگ اڑ گیا جسے انہوں نے زینب سے چھپانے کی کوشش کی مگر وہ زینب سے مخفی نہ رہ سکا اور اسکا سانس رکنے لگا

کیا ہوا امی کیا بات ہے آپ پریشان کیوں ہو گئی ہیں؟

زینب نے بے تابی سے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کال بند کر کے چپ چاپ زینب کا منہ دیکھ رہی تھیں انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی

کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کے خواب کیسے چکنا چور کر سکتی تھیں خیر بتانا تو تھا کب

تک منہ بند رکھتی اور کس کس کا اس لیے بنا آنکھیں ملائے بولیں

زینب وہ سمیر کے ابو نے اسکی بات طے کر دی ہے ثمرہ کے ساتھ...

اس سے آگے ان کی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی بیٹی کے بکھرنے کا تماشا دیکھیں اس لیے

اٹھ کر چلی گ ئی یں...

اور زینب وہ تو وہیں نظریں جمائے بیٹھی تھی جہاں تھوڑی دیر پہلے اس کی امی بیٹھی تھیں

اور وہی فقرہ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا سمیر کا رشتہ.......ثمرہ.....کے ساتھ

سمیر....رشتہ.....ثمرہ....نہیںںںںںںںںںںںںںںںں اس نے دبی

آواز میں چیخ ماری اور کمرے میں بھاگ گ ئی ی

تو یہ تھی اس کے خواب کی تعبیر اسے سمیر سے دور دھکیل دیا گیا تھا مگر سمیر ایسا کیسے کر

سکتا ہے...

زینب کو لگ رہا تھا زمین آسمان ایک ہو گ ئے اور وہ درمیان میں پس کر رہ گ ئی ی ہے

کائنات کے سارے رنگ فق ہو گ ئے تھے کچھ بھی تو نہیں بچا تھا اس کیلیے..

اس کے آنسو بہہ رہے تھے چہرہ پورا بھیگ چکا تھا پورا جسم پسینے میں بھیگ چکا تھا مگر وہاں پرواہ کسے تھی وہاں تو تپش تھی، گھٹن تھی، درد تھا اور بس اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور یہی اندھیرا اس کی زندگی کے ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے بھی چھا گیا اور وہ دنیا سے بے خبر اپنی ساری دنیا لٹا کر بے سدھ پڑی تھی.....

زینب کی ماں اور زویا بھی اس بات سے واقف تھے وہ بھی صدمے میں ہی تھیں ان کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ زینب کا سامنا کریں...

ثمرہ میں تو کوئی ایسی بات نہیں کہ انکل نے سمیر بھائی کا رشتہ وہاں کر دیا نہ پڑھی لکھی ہے پورا دن تو گھر کے کام کرتی رہتی ہے

زویا نے نم آنکھوں کے ساتھ کہا

اس کی ماں بہت چالاک ہے وہ مجھے پسند نہیں کرتی اسی نے ضرور کچھ کیا ہوگا

امی نے کہا

لیکن سمیر بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں میں ابھی بات کرتی ہوں انسے اگر یہی کرنا تھا تو میری بہن کا مذاق نہ بناتے

زویا نے اب غصے سے کہا...

اور وہ سمیر کا نمبر ملانے لگی

کہیں نہ کہیں انہیں یہ تھا کہ سمیر شاید یہ نہ ہونے دے اور یہ قیامت آنے سے پہلے رک جائے.....

سمیر بھائی ی میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں بلکہ کرتی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جس طرح چاہیں میری بہن کے جذبات کا مذاق بنائیں

سمیر کے کال اٹینڈ کرتے ہی زویا بنا تمہید باندھے شروع ہو گئی تھی...

کیا ہوا گڑیا آج صبح سے میں بہت بزی تھا موبائل بھی بند تھا اس لیے میری زینی سے بات نہیں ہو پائی ی

سمیر نے سوچا شاید مجھ سے بات نہیں ہوئی تو زینب پریشان ہو گی تبھی زویا غصہ کر رہی ہے

جب آپ میں گھر والوں سے بات کرنے کی ہمت نہیں تھی تو میری بہن کے دل میں اپنے لیے پیار کیوں پیدا کیا

زویا تو صرف غصہ کیے جا رہی تھی امی زینب کو روم کا دروازہ کھولنے کیلیے منا رہی تھیں کہ وہ تب سے کمرے میں بند تھی نہیں تو وہ زویا کو اتنی بدتمیزی سے بات کرنے نہ

دیتی... مگر زویا ایک بہن تھی اور وہ اپنی بہن کو اس آگ میں جلتے ہوئے کیسے دیکھ سکتی تھی

دیکھو زویا بیٹا مجھے پوری بات بتاؤ ہوا کیا ہے مجھے زینی کی قسم مجھے کچھ پتا نہیں کہ تم کس بارے میں بات کر رہی ہو،

سمیر نے التجائیہ انداز میں پوچھا

جبکہ وہ زینی کی قسم پہ مزید تپ گ ئ ی کوئ ی ضرورت نہیں ہے میری بہن کی جھوٹی قسمیں کھانے کی اپنی ثمرہ.....

زویا...زویا جلدی سے ٹھنڈا پانی اور پٹیاں لے کر آؤ زینب کو بہت تیز بخار ہے

ابھی زویا کی بات پوری نہیں ہوئ ی تھی کہ امی نے آوازیں لگانا شروع کر دیں جو سمیر نے باآسانی سن لی تھیں

زویا نے پریشانی میں کال بند نہیں کی اور بھاگ کر چلی گ ئ ی

ہیلو...ہیلو زویا کیا ہوا ہے وہاں، زینی کو کیا ہوا.. پلیز مجھے بتاؤ

وہ کافی دیر ہیلو ہیلو کرتا رہا پھر کال بند کر دی اس کے ماتھے سے پسینہ نکل رہا تھا اس کی زینی مشکل میں تھی اور وہ اس سے دور بیٹھا کام میں مصروف رہا

زینی میری جان کیا ہو گیا تمہیں اور مجھ پر کیوں غصہ ہو رہی تھی زویا کہیں میری وجہ سے کچھ ؟ نہیں نہیں میری وجہ سے کیوں کل تو ٹھیک ٹھاک میری بات ہوئی ی تھی پھر آج کیا ہوا؟

اسے اچانک زویا کا غصہ یاد آیا تو وہ بے حد پریشان ہو گیا تھا اب اپنی ماں سے بات کر کے کچھ پتہ چل سکتا تھا...

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

پورا دن کمرے میں بند رہنے کے بعد بلآخر زینب نے ترس کھالیا اپنی حالت پر یا پھر گھر والوں پر

وہ گھر والوں کو اپنی وجہ سے کبھی پریشان نہیں کرتی تھی اور آج جو اسکی حالت تھی اسے دیکھ کر تو واقع اسکی امی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے پورا منہ، آنکھیں سوجی ہوئی اور لال سرخ بکھرے ہوئے بال اسکی حالت دیکھ کر وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی

امی کے تو اسے دیکھتے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور جب چھوا تو ہاتھ جلنے لگا اتنا بخار تھا اسی لیے انہوں نے زویا کو بلایا اور اسکے سر پر ٹھنڈے پانی سے پٹیاں کرنے لگیں

امی کی آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے تھے جو زینب آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے دیکھ نہ پائی ی

ان کی زینب اتنی کمزور تو نہ تھی وہ تو ہر حال میں سب کو سنبھال لیتی تھی اور آج خود کا نہ سنبھال سکی

محبت کا دکھ شاید ہر دکھ سے بڑا ہوتا ہے...

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

سمیر نے کچھ دیر سوچنے کے بعد گھر کال کی اس نے حال احوال پوچھا اور سیدھا ٹاپک پر آیا اس سے صبر نہیں ہو رہا تھا..

امی وہاں سب ٹھیک ہے؟ مجھے صرف سچ سننا ہے

سمیر نے تھوڑے توقف کے بعد کہا وہ جانتا تھا کہ شاید امی سچ نہ بتائیں کہ میں پریشان ہو جاؤں گا اس لیے کہا

اسکی امی پریشان ہو گئی یں کہ کیسے بتائے کیونکہ اس کے باپ نے تو کسی سے بھی نہ پوچھا یہاں تک کہ خود سمیر سے بھی نہیں

امی میں کچھ پوچھ رہا ہوں

اسکی بے چینی میں مزید اضافہ ہوا

بیٹاوہ...اصل میں نہ...

وہ شدید الجھن کا شکار تھیں

امی پلیز میرے صبر کااورامتحان مت لیں سمیر کے صبر کاپیمانہ لبریز ہوا

سمیر تمہارے ابو نے تمہارا رشتہ ثمرہ کے ساتھ طے کر دیا ہے

انہوں نے ایک ہی سانس میں کہتے ہی آنکھیں بند کر لیں یوں جیسے سمیر انکے سامنے کھڑا ہو

دوسری طرف مکمل خاموشی چھاگئی کوثر بیگم کولگاکال کٹ گئی انہوں موبائل کی سکرین کو دیکھاتوکال چل رہی تھی پھر فون سے لگایا

ہیلو سمیر...بیٹاکیاہواچپ کیوں ہو

امی نے پریشانی سے پوچھا

اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہ آیااسکابھی وہی حال تھاجوزینب کاہواتھااسکاسر چکرانے لگا جیسے ابھی گر جائے گالیکن وہ مرد تھااتنی آسانی سے ہار نہیں مان سکتا تھا

کیاااااااا؟میرارشتہ اس ثمرہ سے اور وہ بھی مجھ سے پوچھے بنا؟؟

وہ درد سے دبی آواز میں چلایا

بیٹاتم جانتے ہو میری کون سنتا ہے تم....

سمیر نے ان کی بات کاٹ دی امی میں معصوم بچہ نہیں ہوں کہ آپ کھلونا مجھ سے پوچھے بنا لے آئیں گے اتنا بڑا فیصلہ ایسے اچانک کون کرتا ہے

اس کی آنکھیں لال ہو کر اب جلنے لگی تھیں

مجھے بھی ایسے صدمہ پہنچا میرے لال لیکن ثمرہ کے والد نے تمہارے ابو کے سامنے بات رکھی اور انہوں نے بنا سوچے سمجھے حامی بھر لی

وہ اب تفصیل بتا رہی تھیں

یہ میرا مسئلہ نہیں ہے یہ میری زندگی ہے اور اسکا فیصلہ بھی میں خود کروں گا آپ ابو سے بات کریں مانتے ہیں تو ٹھیک نہیں تو میں خود آرہا ہوں

یہ کہتے اس نے فون بند کر دیا...

اسے خود سے زیادہ زینب کی فکر ہو رہی تھی وہ اسے یقین دلانا چاہتا تھا کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا مگر اب تو اس کے گھر والے بھی زینب سے بات نہ کرواتے کیونکہ وہ غصہ تھے اب تو گھر جا کر ہی بات ہو سکتی ہے یہی سوچ کر اس نے باس کا نمبر ملایا رات کے اس وقت تو فون پر ہی بات ہو سکتی تھی...

اسکا سفید چہرہ سرخ ہو رہا تھا ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہی تھیں اسکے آنکھیں اب نم اور سرخ ہو رہی تھیں خوبصورت سلکی چھوٹے بال ماتھے پر پسینے میں بھیگ چکے تھے یہ تو اس نے کبھی سوچا بھی نہ تھا تقدیر نے کیسا کھیل کھیلا تھا....

ایک دو گھنٹے کے بعد زینب کی حالت کافی حد سنبھل گ ئی ی تھی وہ امی کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی

زینب بیٹا تم تو ایسی نہیں تھی سب سے زیادہ ہمت والی بیٹی تھی تم میری

امی بھرائی ی ہوئی ی آواز میں کہہ رہی تھیں اسکے بالوں میں انگلیاں بھی پھیر رہی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی قسمت ہمارے ساتھ ایسا کیوں کرتی ہے کہ جس جگہ سے ہمت جڑی ہوتی ہے اسی جگہ سے توڑتی ہے

اسکی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر بالوں میں جذب ہو گیا

میرے لال یہی تو ہمارا امتحان ہوتا ہے جسے ہم نے پاس کرنا ہوتا ہے اور ایسے فیصلوں کو قبول کرنا ہوتا ہے تقدیر پر کس کا زور چلتا ہے

امی نے بہت نرمی سے سمجھایا

مجھے نہیں ایسے.....

زینب بیٹا کیا ہو گیا کیسا ہے میرا بیٹا

اسکی بات منہ میں ہی تھی کہ اسکے ابو بھاگنے والے انداز میں اندر آئے وہ صبح سے دکان پر

تھے تو ابھی تک ہر چیز سے انجان تھے

وہ آکے زینب کے دوسری طرف پلنگ پر بیٹھ گئے اور اسکے ہاتھ چومنے لگے

مجھے کسی نے بتایا کیوں نہیں کم از کم فون کر دیتے

وہ اب بھی پریشان تھے

ابو میں ٹھیک ہوں بخار ہو گیا تھا دوائی پڑی تھی گھر وہ لے لی تھی تو ٹھیک ہو گئی

آپ فکر نہ کریں

زینب نے ابو کو تسلی دی جب کے اسکی آواز میں واضح نقاہت تھی

سارے گھر والے اسی کے کمرے میں پریشان تھے کوئی سوپ لا رہا ہے تو کوئی سر

دبا رہا ہے جس سے اسے ندامت ہو رہی تھی کے سب میری وجہ سے پریشان ہیں...

🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹🌹

آپ کو ایک بار سمیر سے پوچھنا چاہیے تھا کوثر بیگم نے ڈرتے ڈرتے سمیر کے ابو سے

کہا

وہ بڑا ہے مجھ سے جو میں کوئی ی کام کرنے سے پہلے صاحب زادے سے اجازت نامے

پر سائی ن لیتا پھروں

انہوں نے نہایت تلخی سے جواب دیا

میں کسی کام کا تو نہیں کہہ رہی لیکن یہ اس کی زندگی کا سوال ہے

انہوں نے اگلا جملہ کہا لیکن دل ایسے دھڑک رہا تھا کہ ابھی نکل کر باہر آ جائے گا کیونکہ

پہلے کبھی بولنے کی ہمت نہیں کی تھی اور نہ انہوں نے بولنے دیا تھا لیکن آج سوال ان

کے بیٹے کا تھا

تمہاری اتنی جرات کب سے ہو گئی ی کہ تم مجھ سے زبان لڑاؤ

انہوں نے حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا

سمیرا اس شادی سے خوش نہیں ہے

ان کی آواز بھرا گئی ی

میں بھی تو خوش نہیں تھا لیکن شادی تو نبھائی ی

انہوں نے جتانے والے انداز میں کہا

چند لمحوں کیلیے وہ ساکت رہ گئی یں ساری زندگی شوکت صاحب نے وہ کیا جوان کا دل کیا کوثر بیگم نے کبھی اف تک نہ کی اور آج انہوں نے یہ صلہ دیا مگر آج چپ نہ رہنے کی ٹھان لی تھی

جس طرح سے آپ نے شادی نبھائی ی میں نہیں چاہتی کہ سمیر بھی ویسا ہی کرے

آج سارے زخم ہرے ہو رہے تھے

ساری زندگی آپ نے میری ہی بہن شہناز کے سامنے مجھے نیچا کیے رکھا اس کی وجہ سے مجھے کبھی بیوی کا درجہ نہیں ملا اور آپ چاہتے ہیں سمیر بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلے

آنکھوں سے آنسو جاری تھے

خبیث عورت تمہاری اتنی ہمت کے میرے سامنے زبان چلائے جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید

وہ آگے لپک کر تھپڑ مارنے والے تھے کے زوہیب آگیا اور انہوں نے بروقت ہاتھ نیچے کر لیا ایسی واردات صرف بچوں کے پیٹھ پیچھے ہوتی تھی اور شوکت صاحب غصے میں باہر چلے گ ئے جبکہ کوثر کوئی ی سہارا ملتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی.....

اسلام علیکم سر میں سمیر بات کر رہا ہوں

دوسری طرف سے جواب ملنے پر وہ آگے بولا

سر میرے گھر کوئی ایمرجنسی آگئی ہے اور میری وہاں ضرورت ہے

سمیر آپ ابھی جوائن کیے دن کتنے ہوئے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ کتنے پروجیکٹس پر کام چل رہا ہے فلحال گنجائش نہیں ہے

لیکن سر وہاں بہت مسئلہ ہے میں ایک ہی دن میں واپس آجاؤں گا سمیر نے التجا کی

ایم سوری کہہ کر انہوں کال کاٹ دی سمیر نے غصے سے ہاتھ دیوار پر مارا اس وقت وہ بے بسی کی انتہا پر تھا کل باس کے آنے پر پھر بات کرنی تھی....

پوری رات جاگتے گزار دی تھی نہ سمیر کی آنکھ لگی نہ ہی زینب کی اب آگے کا فیصلہ بھی قسمت ہی کرنے والی تھی جانے ان کی قسمت میں کیا لکھا تھا...

سر مجھے بات کرنی ہے آپ سے

باس کے آتے ہی سمیر پہنچ گیا تھا

اگر چھٹی کی بات کرو تو میں ابھی مصروف ہوں

باس نے بھی سرد مہری سے جواب دیا

سر میرا سیریس مسئلہ ہے مجھے صرف ایک دن کی چھٹی چاہیئے

سمیر نے بھی التجا کی

مسٹر سمیر اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو واپس آنے کی ضرورت نہیں

انہوں نے دو ٹوک انداز میں کہا

صرف ایک لمحہ لگا تھا اسے فیصلہ کرنے میں اور وہ کر چکا تھا

ٹھیک ہے سر ایسا ہے تو ایسا ہی سہی شکریہ بہت بہت

خدا حافظ

وہ یہ کہتا لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا....

اس وقت کام ضروری نہیں تھا زندگی ضروری تھی جو اس وقت اکیلی تڑپ رہی تھی اور یہ سمیر کی زندگی کا سب سے بڑا امتحان تھا...

سمیر وہاں پہنچتے ہی زینب کے گھر گیا خوش قسمتی سے زینب اور خالہ ہی گھر پر تھے کیونکہ ابھی زینب کالج جانا نہیں چاہتی تھی

خالہ نے سمیر کو دیکھتے ہی منہ پھیر لیا ان کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی

مگر وہ سیدھا انہی کے پاس آیا اور خالہ کے گلے لگ کر رونے لگا

خالہ جان آپ کیسے مجھے غلط سمجھ سکتی ہیں؟ میں کبھی کسی کا برا نہیں سوچ سکتا اور زینی کا تو خواب میں بھی نہیں میری وجہ سے آپ سب کو دکھ پہنچا ہے اس کی تلافی بھی میں کرونگا

بس ایک بار مجھے زینی سے ملوادیں میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں وہ میری راہ دیکھ رہی ہو گی

اس نے خالہ سے الگ ہو کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے

خالہ مسلسل روئے جا رہی تھیں انہوں نے اس کے ہاتھ پکڑ کر چومے سمیر میں تم سے کیسے نگاہیں چرا سکتی ہوں ہمیشہ تمہیں اپنا بیٹا سمجھا اور ہمیشہ زینی کو تمہارے ساتھ دیکھنا چاہتی تھی

انہوں نے روتے ہوئے کہا

لیکن زینب بہت پریشان ہے وہ ہمارے سامنے ظاہر نہیں کرتی کیونکہ اس کے ابو پھر سوال کریں گے تو وہ کیا بتائے گی اور ویسے بھی تو تم جانتے ہو وہ کسی کو پریشان نہیں کرتی...

آپ فکر نہ کریں میں کرتا ہوں بات میں آگیا ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا

وہ کہہ کر تیزی سے زینی کے کمرے کی طرف چلا گیا...

زینی....

سمیراس کی حالت دیکھ کر صدمے سے صرف اتنا کہہ سکا

وہ پلنگ کی پائی نیتی کے پاس نیچے گھٹنوں پہ سر رکھے بیٹھی تھی اجاڑ حالت لے کر

سمیر اسے دیکھ کر کچھ دیر ساکت رہ گیا پھر بھاگ کر اس کے پاس آکر نیچے بیٹھ گیا

زینی میری جان یہ کیا حالت بنالی تم نے

سمیر کی آنکھیں سرخ ہوگئی یں تھیں ان میں نمی تیر رہی تھی

زینب اس کو دیکھ کر خود پہ قابو نہ رکھ سکی اور اسکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی

سمیر نے بھی اسے رونے دیا البتہ اس چیز میں خود بھی اسکا ساتھ دیا...

کچھ دیر وہ ایسے بیٹھے روتے رہے پھر سمیر نے اسے خود سے الگ کیا اس کے آنسو صاف

کیے اور اسکا چہرہ ہاتھوں میں لے کر بولا

زینی تم پاگل ہو تمھیں میرے اوپر یقین نہیں تھا جو تم نے یہ حالت بنالی ہے میں یہ کبھی

نہیں ہونے دونگا میری محبت امانت ہے تمہاری اور میں اس میں کبھی خیانت نہیں

کرونگا اس لیے حالت اپنی ٹھیک کرو میں صرف تمہیں سنبھالنے آیا ہوں مجھے پتہ تھا

تمہاری یہی حالت ہوگی تم تک جلد خوشخبری پہنچادوں گا

سمیر نے اس کے بال درست کیے اٹھا کر بیڈ پہ بٹھایا اور خود دوزانو اس کے سامنے نیچے بیٹھ گیا

چلو اب مسکرا کر دکھاؤ کب سے اپنی شیرنی کی مسکراہٹ نہیں دیکھی سمیر نے معصومیت سے کہا تو زینب مسکرا دی

شاید اسطرح کی ان کی آخری ملاقات تھی کیونکہ جب قسمت کے فیصلے ہو جائیں تو کئی محبتیں ہار جاتی ہیں....

سمیر ان سے ملنے کے بعد گھر آیا اور گھر کا ماحول دیکھ کر حیران رہ گیا اسکا خون کھولنے لگا

بہت سارے رشتے دار انکے گھر جمع تھے یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ وہ یا تو دعا خیر کرنے والے ہیں یا تاریخ رکھنے...

اسکی ماں چپ چاپ گھر کے کاموں میں مصروف تھی سمیر کو دیکھتے ہی انکی آنکھیں بھر آئیں اور سمیر کے گلے لگ گئیں مگر سمیر کو غصے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا

امی یہ سب کیا ہو رہا ہے ؟؟

اسنے کوثر بیگم سے پوچھا

ان میں بولنے کی ہمت کہاں تھی وہ اپنی آنکھیں رگڑ رہی تھی

www.neweramagazine.com

Email: Neramag@gmail.com

شمشاد خالہ اسے دیکھ کر بھاگی بھاگی آئی اور اسکو ملنے کی کوشش کی مگر سمیر کے

تیوروں نے اسے یہ کرنے نہ دیا پر

اگلے ہی لمحے وہ خود پر قابو پاکر بولیں

ارے سمیر بیٹا تمہارا ہی انتظار تھا شکر ہے تم آگ ئے

یہاں کیا تماشا ہو رہا ہے کوئی ی مجھے بتانا پسند کرے گا اگر کسی کو شادی کا وہم ہے

تو بھول جاؤ ایسا کچھ نہیں ہونے والا

سمیر سب کچھ نظر انداز کر کے بھوکے بپھرے شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا یہ کہتے ہی وہ

سب کو نظر انداز کرتا اپنے کمرے میں چلا گیا

وہ سب کام خوشدلی سے کر سکتا تھا مگر اپنی محبت کی قربانی کسی صورت نہیں دے

سکتا تھا....

زینب سمیر کی باتیں سن کر پرامید ہو گ ئی ی تھی حالانکہ اب اسے سمجھ جانا چاہی ئے

تھا کہ تقدیر نے یہ خوشی اس کے نصیب میں نہیں لکھی مگر وہ مثبت سوچ رکھنے والی

لڑکی منفی سوچ آتے ہی جھٹک دیتی کیونکہ ہمیشہ سے پرامید رہنے والے ہی تو آخر میں

ناامید ہوتے ہیں...

شوکت صاحب کو سمیر کی آمد کا پتہ چلا اور ساتھ ہی بد تمیزی سے کیے جانے والا انکار بھی جس وجہ سے وہ لوگ ثمرہ کے ہاں اس دن جا نہیں پائے

شام کو گھر آتے ہی اس نے سمیر کو بلا بھیجا وہ لان میں رکھی کرسی پر بیٹھے تھے تھوڑی دیر بعد سمیر بھی وہیں آ گیا اور باپ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا سلام دعا کے بعد بات کا آغاز ہوا شوکت صاحب پہلے ہی غصے میں تھے اور اب وہ آگ اگل رہے تھے

سمیر تمہیں عقل نہیں ہے جب تمہاری شادی طے ہو چکی ہے تو تم کیوں رنگ میں بھنگ ڈال رہے ہو؟

شوکت صاحب نے چھوٹتے ہی کہا

میرے لیے یہ شادی کوئی معنی نہیں رکھتی اور نہ مجھے شادی کی اتنی جلدی ہے

سمیر نے نظریں جھکائے ہوئے جواب دیا

میرا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن وہ لوگ ثمرہ کو لے کر پریشان تھے تو میں نے حامی بھر لی

ابو میں کوئی اعتراض نہ کرتا اگر میں کسی اور سے وعدہ نہ کر چکا ہوتا

سمیر نے بلآخر اعتراف کیا

کیا مطلب ہے تمہارا؟ اسکے باپ نے کافی حیرت سے پوچھا

میں زینب کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کرونگا

سمیر نے اب آنکھیں ملاتے ہوئے کہا

یہ کیا بکواس ہے اس لڑکی میں ایسا کیا ہے جو ثمرہ میں نہیں

انکا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو گیا تھا

پیار تو ہو جاتا ہے بنا کسی بھی وجہ کے اور مجھے بھی ہو گیا آپ ان لوگوں کو انکار کر دیں

سمیرا ابھی بھی بہت تمیز سے بات کر رہا تھا

دیکھو سمیر وہ پڑھی لکھی نہیں ہے ہمیشہ تمہاری بات مانے گی تم اس کے ساتھ خوش رہو گے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Songs|Articles|Books|Poetry|Interviews

شوکت صاحب نے اسے پیار سے قابو کرنے کی کوشش کی

دنیا میں کتنی بھی خوشیاں آپ کی جھولی میں ہوں آپ تب تک خوش نہیں رہتے جب تک وہ آپ کے پاس نہ ہو جس کے ساتھ آپ خوش رہنا چاہتے ہیں

سمیر نے باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا اس کے ہر لفظ سے محبت ٹپک رہی تھی

یہ بکواس سننے کی مجھے عادت نہیں ہے شادی تمہاری وہیں ہو گی جہاں میں طے کر چکا ہوں جتنے جلدی مان لو گے تمہارے لیے بلکہ سب کیلیے اچھا ہو گا

وہ غصے سے کہتے وہاں سے چلے گ ئے

سمیر کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جس کا سامنا کرنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی اور وہ زینب کیلی ئے محبت تھی اور ہو بھی کیا سکتا تھا...

جبکہ سمیر اپنی قسمت کو کوستا بیٹھا رہا ایسا کیوں ہو رہا ہے ہمارے ساتھ

اتنا مس ئی لہ بنانے والی بات تو نہیں ہے کیا کروں میں کس سے کہوں؟

وہ سر اپنے ہاتھوں پہ گرائے سوچ میں ڈوبا تھا....

.............................................

زینب پریشان سی کمرے میں بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی کہ مجھے بھی اپنی محبت کو بچانے کیلی ئے کچھ کرنا چاہی ئے پر کیا؟؟

اور پھر سمجھ آگیا تھا کہ کیا کرنا ہے اور اسی لیے اس نے موبائل اٹھا کر نمبر ملایا

دو تین بار بیل ہونے کے بعد کال اٹھالی گ ئی

زینب کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا ایسی کوئی ی بات کبھی کسی سے کی نہیں تھی

لیکن پہلے کبھی ضرورت بھی تو نہیں پڑی تھی

سلام دعا کے بعد کچھ دیر خاموشی کے بعد وہ ہچکچاتے ہوئے بولی

خالہ شمشاد مجھے آپ سے سمیر کے حوالے سے بات کرنی تھی

اب تو سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال چکی تھی

سمیر اور میں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں ہماری زندگی ایک دوسرے کے بنا ادھوری ہے ثمرہ کیلیے عفان بھائی کا رشتہ بھی تو مانگ رہے ہیں آپ پلیز....

یہ سب کتابی باتیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے پیار محبت کچھ نہیں ہوتا سب ڈرامے ہیں تم کیا چاہتی ہو کہ اپنی بیٹی ایک نکمے انسان سے بیاہ دوں اور تم صرف پیسے کی وجہ سے اس بیچارے بچے کو قابو میں کر رہی ہو...

وہ صرف سمیر کی نوکری لگنے کے بعد لالچ میں آگئی تھیں جو وہ پہلے ہی زینب کی وجہ سے چھوڑ کر آگیا تھا...

خالہ آپ غلط سمجھ رہی ہیں ایسا کچھ...

اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولہ پھنس گیا تھا خالہ نے پھر ٹوک دیا

لڑکی شادی میں شریک ہونا ہو تو چپ کر کے ہو ورنہ مرو کہیں جا کے کیونکہ شادی تو میں کرا کر رہوں گی اس لیے منہ بند اور آنکھیں کھلی رکھو سمجھی ورنہ تو جانتی نہیں ہے خالہ شمشاد کو کہ میں کیا کیا کر سکتی ہوں

یہ کہتے ہی اس نے کال بند کر دی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زینب آنکھیں پھاڑے موبائل کو گھور رہی تھی جن سے آنسو سیلاب کی طرح رواں تھے اسے اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کی امید کسی اپنے کے حوالے سے اتنی بری طرح سے ٹوٹی تھی لیکن وہ کیا جانے کہ ابھی تو کچھ ہوا ہی نہیں قیامت تو ابھی باقی تھی جو اس پر ٹوٹنی تھی...

.....................................

اگلے دن زینب کی بات ہوئی ی تھی سمیر سے مگر اس نے خالہ شمشاد سے ہونے والی باتیں نہیں بتائی یں کیونکہ کسی اپنے نے اسکا دل توڑا تھا وہ ویسے سمیر کا توڑنا نہیں چاہتی تھی..

اب وہ دونوں ہی بہت پریشان تھے کیونکہ کوئی ی ان کی بات سننے کو تیار ہی نہیں تھا اور اس لیے سمیر نے کہا کہ ہم کورٹ میرج کر لیتے ہیں مگر زینب اس کیلی ئے تیار نہیں تھی

اگلے کچھ دن یہی سلسلہ جاری رہا زوہیب نے بھی باپ کو منانے کی کوشش کی مگر بے سود بلاوجہ کی ضد پالی ہوئی ی تھی سب نے اپنے اپنے انجام سے بے خبر

سمیر نے ایک آخری بار باپ سے بات کرنے کی سوچی تھی اگر نہیں مانتے تو گھر سے چلا جاؤں گا اگر زینی نہیں تو اور کسی سے بھی شادی نہیں کرونگا اور نہ کبھی واپس آؤں گا...

.................................................

امی

سمیر نے ماں کے پاس آکر انہیں پکارا

جی میری جان

امی نے پیار سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی

ابو میری بات نہیں مان رہے میں بس ایک آخری کوشش کرونگا اس کے بعد میں یہاں سے چلا جاؤں گا مجھے کسی سے بھی شادی نہیں کرنی

سمیر نے ماں کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا

کیا مطلب ہے کہاں چلے جاؤ گے ؟

امی نے قدرے حیرت سے پوچھا

امی میں بس جہاں کام کرونگا وہیں رہوں گا

سمیر نے بتایا

لیکن آپ پریشان نہ ہوں میں آپ سے بات بھی کرونگا ملونگا بھی

اداسی اس کی آواز میں جھلک رہی تھی

کوثر بیگم کے بس میں بولنا نہیں رہا تھا وہ بس اپنی بے بسی پر آنسو بہا رہی تھیں..

...................................

اس دن زینب کالج بہت پریشان تھی اسے اپنے سے منسلک ہر رشتے پر مان تھا اور وہ مان کسی اتنے قریبی نے بے دردی سے توڑا تھا وہ تب سے بہت اپ سیٹ تھی

اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ جاری تھی وہ اپنے دل کا غبار کسی صورت نکال دینا چاہتی تھی مگر اس کے پاس ایسا کوئی انسان نہیں تھا جس سے وہ کوئی دکھ بانٹ سکتی گھر والے پہلے ہی اس کی وجہ سے کافی پریشان تھے وہ اس لیے انکو بتانا ہی نہیں چاہتی تھی...

کالج میں پورا دن بیٹھی رہی مگر ایک بھی لیکچر نہ لیا اپنی دوست سے شئیر کرنے کی کوشش کی کہ شاید میرے اندر کا درد کم ہو جائے مگر اس نے زینب کی بات کو کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دی کیونکہ کب کون کسی کا ہوتا ہے جب اپنے یہ سلوک کر رہے تھے تو غیروں سے کیسا شکوہ؟

اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہو رہی تھی جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے مگر کیا ؟؟سارا دن آنسوؤں کے انگارے اس کے سینے میں جلتے رہے اور پھر ایک اور قیامت اس کی منتظر تھی....

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زینب کے گھر مکمل خاموشی چھائی ہی تھی وہ لوگ اپنی بیٹی کی خوشیاں کسی اور کی ہوتے دیکھ رہے تھے مگر زینب کی سمیر کیلیے محبت زوار صاحب سے صیغۂ راز میں رکھی جا رہی تھی..

ادھر سمیر سرتوڑ کوشش کر رہا تھا شادی سے انکار کی وہ جانتا تھا اسکا باپ ضدی ہے اور اس بار بلا وجہ کی ضد پالی ہوئی ہی ہے

مگر وہ بھی انہی کا بیٹا تھا اس لیے ایک آخری کوشش کرنے آیا تھا آج

اسلام علیکم ابو!! مجھے آپ سے بات کرنی ہے اگر آپ بزی نہ ہوں تو؟؟

سمیر نے انکے کمرے میں آکر اجازت لی

شادی کے علاوہ کوئی ہی بات کرنی ہے تو آؤ ورنہ میں واقع بزی ہوں

وہ کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھے ایک نظر سمیر کو دیکھا پھر کتاب پر نظریں جھکائے دوٹوک لہجے میں بولے

میں نے شادی کے ہی بارے میں بات کرنی ہے.. سمیر نے انکے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا

ابو پلیز میری بات مان لیں میں زینی کے بنا نہیں رہ سکتا

پلیز میری حالت پر رحم کریں

التجا کرتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی وہ باپ کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر منت کر رہا تھا جو اس کے باپ نے ایک جھٹکے سے چھڑایا

میں تمہیں آخری بار سمجھا رہا ہوں سمیر یہ میری عزت کا سوال ہے میں زبان دے چکا ہوں اور اس شادی کو روکنے کیلیے تم نے کوئی بھی کوشش کی تو پھر میں تمہاری ماں کو بھی اس گھر میں برداشت نہیں کرونگا

یہ ایک آخری حل سمیر کو منانے کیلیے بھی شمشاد کی طرف سے دیا گیا تھا وہ لوگ جانتے تھے کہ سمیر اپنی وجہ سے اپنی ماں کو کیسے دربدر کر سکتا ہے

وہ انگلی اٹھا کر وارن کرتے تیزی سے باہر نکل گئے مگر سمیر تو شاید پتھر کا ہو گیا تھا کہ وہاں سے ہل ہی نہ سکا

یا پھر ریت کا کہ بکھرتا جا رہا تھا

یا پھر برف کا کہ ٹھنڈا پڑ چکا تھا آخر یہ شادی اتنی کیوں ضروری تھی کہ اسکا باپ اتنی بڑی بات کہہ گیا

اب اسے لگ رہا تھا کہ وہ ہار گیا ہے اپنی محبت کھو دی اس نے،، جو بات کبھی خواب میں سوچنے کی جرات نہیں تھی وہ حقیقت میں ہو رہی تھی...

اتنے بے معنی ہوتے ہیں خواب،، اور آنسو اتنے ہی بے مول جن کی کوئی ی قدر نہیں کرتا وہ کسی میکانکی انداز میں چلتا اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر ڈھے گیا اس کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں اور آہستہ آہستہ یہ اندھیرا دماغ پر بھی چھا گیا اور وہ دنیا جہان سے بے خبر ہو چکا تھا...

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★★★★★★★★★★

زینب کالج سے آئی ی تو حسبِ عادت بالکل خاموش تھی مگر امی کو پہلے سے زیادہ چپ اور پریشان لگی انہوں نے کرید نے کی کوشش کی مگر زینب چپ رہی پوری رات بھی نہ سوئی ی تھی ابھی بھی نہ بھوک لگی تھی اور نہ نیند آرہی تھی

عجیب اداسی تھی جو کھائے جا رہی تھی...

سمیر کو لاتعداد بار کال کر چکی تھی مگر وہ اٹھا نہیں رہا تھا شام کا وقت قریب تھا جب اس نے خالہ کو کال ملائی ی

حال پوچھنے کے بعد سمیر کا پوچھا اور کال کا بھی بتایا کہ وہ اٹھا نہیں رہا اگر وہ اپنے کمرے میں ہے تو ایک بار جا کر دیکھ لیں وہ کال کیوں نہیں اٹھا رہا وہ ہوتا تو کال سنتا نا....

⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐

کوثر بیگم زینب کے کہنے پر دروازے تک آئی یں دستک دی لیکن دروازہ لاک نہیں تھا وہ اندر آگ ئی یں اور اندر کا منظر دل دہلا دینے کو کافی تھا

کچھ دیر وہ ساکت سی دروازے میں کھڑی رہیں پھر صورتحال سمجھ آنے پر وہ بھاگ کر آگے آئی یں

سمیر..... سمیر بیٹا کیا ہوا؟؟

آنکھیں کھولو بیٹا

سمیر بیڈ پر بے سدھ پڑا تھا پورا جسم پسینے میں شرابور تھا اور بالکل ٹھنڈا برف کی مانند

کوثر بیگم اس کو جھنجھوڑ کر سیدھا کر رہی تھیں مگر وہ ہٹا کٹا مرد ان سے کہاں ہلتا اور وہ بھی تب جب وہ دنیا جہان سے بے خبر تھا...

اپنی کوشش کامیاب نہ ہونے پر وہ باہر بھاگیں

شوکت.... شوکت جلدی آؤ،، دیکھو سمیر کو کیا ہو گیا

زوہیہیہیہیہیہبببب

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں ہو کوئی ی تو آؤ

دیکھو میرے لال کو کیا ہو گیا ہے

وہ پاگلوں کی طرح گھر میں روتے ہوئے اِدھر سے اُدھر روتے ہوئے بھاگ رہی تھیں...

تب تک وہ دونوں ان کی چیخیں سن کر بھاگتے ہوئے آئے تھے

کیا ہوا بھائی ی کو؟

زوہیب پریشانی میں اتنا ہی پوچھ پایا جبکہ شوکت صاحب نے پوچھنے میں وقت ضائع کیے بنا سیدھے سمیر کے کمرے میں پہنچے اور ایک پل کو تو وہ بھی دل پکڑ کر رہ گ ئے

اتنے میں زوہیب اور کوثر بیگم بھی وہاں آگ ئے...

زوہیب نے ایمبولینس کو کال کر کہ بلایا اور وہ سب سمیر کو لے کر ہاسپٹل پہنچے...

سمیر نے سچے دل سے محبت کی تھی اسکی محبت میں صدق بھی تھا پھر بھی جانے کیوں قسمت کو انکا ملنا منظور نہ تھا اور وہ اپنی سانسیں تو ہار سکتا تھا مگر اپنی محبت نہیں...

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمیر کو فوری طور پر ایڈمٹ کر لیا گیا تھا اس کی نبض بہت آہستہ چل رہی تھی ڈاکٹرز ابھی کچھ بھی بتانے سے انکاری تھے

شمشاد بیگم اور انکے شوہر بھی آگ ئے تھے

زینب نے بہت دیر گزرنے کے بعد دوبارہ خالہ کے نمبر پر کال کی تو زوہیب نے کال

اٹھائی ی اور سب بتا دیا

جس کو سننے کے بعد اس کی سانسیں تھم گ ئی یں اسے لگا آسمان سر پر آ گرا ہے وہ

جلدی سے کوثر بیگم کو ساتھ لے کر ہاسپٹل کیلی ئے بھاگی....

ڈاکٹر پلیز بتا دیں میرے بچے کو کیا ہوا ہے؟؟

اب کیسا ہے وہ؟؟؟

ڈاکٹر کے باہر نکلنے پر وہ سب بھاگ کر گ ئے تھے انکے پاس اور کوثر بیگم روتے ہوئے

بے تابی سے پوچھ رہی تھیں

اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے لیکن دھیان رکھیں کوئی ی پریشان کرنے والی

بات اس کے سامنے نہ ہو

اگر تھوڑی سی مزید دیر ہو جاتی تو پھر بچانا مشکل تھا

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا

جس پر کوثر بیگم نے دل تھام لیا

لیکن ڈاکٹر انکو ہوا کیا ہے؟؟

اب کی بار زوہیب نے پوچھا

شوکت صاحب نے بھی سر ہلایا جیسے وہ بھی یہی پوچھنا چاہتے ہیں

انکا بی پی ناقابل یقین حد تک ہائی تھا اور اس کی وجہ سے ہارٹ اٹیک ہوتے ہوتے بچا ہے پانچ منٹ کی مزید دیر ہو جانے سے انہیں خطرناک قسم کا اٹیک آسکتا تھا آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اب خطرے سے باہر ہیں... لیکن ابھی ہم انکو یہیں زیر نگرانی رکھیں گے..

ڈاکٹر انکو بتاتا آگے بڑھ گیا شوکت صاحب کو اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ میری وجہ سے میرا بیٹا خطرے میں ہے

مگر ان کے پچھتاوے کو شمشاد نے زیادہ دیر ٹکنے نہ دیا

جانے سمیر کی دوسری زندگی اللہ کی طرف سے عطا تھی یا پھر سزا؟؟

زینب اور اسکی ماں ہاسپٹل پہنچ چکے تھے اور وہ ڈاکٹر کی آخری بات سن چکے تھے

زینب وہیں فرش پر گرتی چلی گئی اس کی آنکھیں برس رہی تھیں

سامنے کمرے میں بیڈ پر بے ہوش پڑے انسان کو اس سے اتنی محبت تھی کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں تھی....

زینب کی ماں روتی ہوئی ی کوثر کوچپ کرانے کیلی ئے آگے بڑھ آئی یں اور زوہیب

آگے بڑھ کر زینب کو اٹھانے لگا

دیکھو کتنی چالاک لڑکی ہے کیسے مگرمچھ کے آنسو بہا رہی ہے سمیر کی حالت کی یہی ذمہ

دار ہے اسی نے اس بیچارے بچے کو بہکایا ہے ورنہ وہ تو ایسا نہ تھا دیکھو کیسی حالت ہو

گ ئی ی میرے بیچارے بچے کی

اب اسے کوئی ی حق بھی نہیں ہے کہ یہ جا کر اس کی حالت کا تماشا دیکھے

خالہ شمشاد شوکت صاحب کے کان میں بولنے لگی اور آخری بات پہ جھوٹ موٹ کے

آنسو بہانے لگی ساتھ ہی کن انکھیوں سے ان کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی

جہاں اب پھر سے نرمی کی جگہ سختی نے لے لی تھی اور شمشاد کے چہرے پہ فاتحانہ

مسکراہٹ آئی ی...

زینب کچھ سنبھل کے بھاگ کر سمیر کے کمرے کے دروازے پہ پہنچی اسکا ہاتھ ابھی

لاک پر تھا کہ خبردار کی آواز آئی ی اور اسکے قدم وہیں رک گ ئے

خبردار جو یہاں سے آگے ایک قدم بھی بڑھایا تو

شوکت صاحب نے نہایت سختی سے کہا

سب نے بیک وقت بے یقینی سے انکو دیکھا جیسے انکی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا ہو

انکل میں سمیر کو دیکھنا چاہتی ہوں

زینب نے بھیگے لہجے سے کہا

سمیر کو نہیں سمیر کا تماشا دیکھنا چاہتی ہو، ہے نا؟؟؟

انہوں نے طنز کرتے ہوئے کہا

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ابو؟؟

اب کی بار زوہیب بولا

میں یہ سوال جواب کر کہ تماشا نہیں چاہتا میں نے کہا نہیں تو بس نہیں

انہوں نے نہایت سختی سے اٹل لہجے میں کہا

انکل پلیز مجھے ایک بار اس سے مل تو لینے دیں میں بولوں گی نہیں دیکھ کے واپس آجاؤں گی پلیز

زینب واپس ان تک آئی ی اور مسلسل آنسو بہاتے ہوئے بول رہی تھی

آپی آپ آئیں جا کے دیکھ لیں ابو ابھی غصے میں ہیں اس لیے یہ بول رہے ہیں

زوہیب زینب کو کندھے سے پکڑ کر لے جا رہا تھا کہ شوکت صاحب دونوں کے سامنے آگیا

یہاں ہاسپٹل میں تماشا مت بناؤ تم لوگ اور دفع ہو جاؤ میری آنکھوں کے سامنے سے

پھر سے وہ نفرت سے بولے

میں جاؤں گی سمیر سے ملنے اور مجھے کوئی اس طرح پابند نہیں کر سکتا

اب زینب قطعی لہجے میں کہتی آگے بڑھ گئی

تمہیں سمیر کی قسم ہے تم اس سے ملنے نہیں جاؤ گی

یہ وہ آخری جملہ تھا جس نے زینب کے پاؤں جکڑ لیے اور اور وہ وہیں گر گئی یہ

عجیب امتحان تھا جس سے وہ دونوں دوچار تھے

اس سارے تماشے میں کوثر بیگم اور زینب کی ماں آنسوؤں کے ساتھ خاموش تماشائی

بنی ہوئی تھیں اور خاموش تماشائی تو خالہ شمشاد بھی تھیں مگر فاتحانہ مسکراہٹ کے

ساتھ...

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★★★★★★★

شام سے رات ہو گئی سمیر کو ہوش آگیا سب باری باری اس سے مل لیے مگر زینب

کو کسی نے نہ ملنے دیا

ساجدہ بیگم (زینب کی ماں) کے لاکھ کہنے کے بعد بھی وہ گھر نہ گئی اور وہیں بیٹھ

کے آنسو بہاتی رہی

کوثر بیگم بھی چلی گئی یں تھیں رات کو صرف شوکت صاحب، زوہیب اور خالہ شمشاد وہیں رکے کیونکہ انکے شیطانی پلان کو انجام دینے کیلیے انکا وہاں رکنا ضروری تھا

سب کی نظروں سے اوجھل ہو کر زینب نے رات کو اندر جانے کی کوشش کی مگر پھر اسے روک لیا گیا..

وہ رات جیسے کئی صدیوں کی تھی وہ ٹھنڈے فرش پر بیٹھی رو رہی تھی کہ شاید ان ظالم درندوں کو ترس آجائے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اگر شوکت صاحب نرم پڑنے لگتے تو خالہ شمشاد پھر تیلی جلاتیں ایسے کہ زینب اور زوہیب کو شک بھی نہ ہوا ان پر

فرش کی ٹھنڈک اور موسم کی ٹھنڈک سے اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا اسکے آنسوؤں کی تپش سے ہی اسے پسینے آرہے تھے یہ زوہیب ہی تھا جو اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اسکی یہ توجہ کس قیامت کا سبب بننے والی تھی اس بات سے سب بے خبر تھے سوائے خالہ شمشاد کے...

سمیر نیم بے ہوشی میں زینب کا نام لیتا رہا ہوش میں آنے کے بعد بھی پوچھا مگر اس بات کا اسے کوئی جواب نہ ملا دروازہ کھلنے پر ہر بار دیکھتا تھا کہ شاید زینب ہو مگر اسے

کوئی ی آنے دیتا تو وہ آتی نہ اس کی سمیر کے سامنے غیر موجود گی کو کس طرح پیش کرنے والے تھے یہ وہ نہ جانتی تھی...

★★★★★★★★★

زینب بیٹا اب تم گھر چلی جاؤ سمیر کو چھٹی دے دی ہے وہ بھی کچھ دیر میں گھر آ جائے گا..

صبح خالہ شمشاد اپنے پلان ٹو کو انجام دینے کیلی ئے میٹھی چھری بن کر اس کے پاس آئی یں

نہیں نہیں میں سمیر کو دیکھے بنا نہیں جاؤں گی

ساری رات روتے رہنے اور جاگنے کی وجہ سے اسکی آنکھیں بری طرح سوجی ہوئی ی تھیں اور سرخ ایسے کہ لہو ٹپک رہا ہو اب تو وہ بول بھی مشکل سے رہی تھی

اچھا اپنے گھر نہ جاؤ تم زوہیب کے ساتھ ان کے گھر چلی جاؤ سمیر کو میں، کوثر اور شوکت صاحب لے کر آ جائی یں گے تم وہیں اس سے مل لینا بہت تھکی ہوئی ی ہو اور کہیں بے ہوش نہ ہو جاؤ

جاؤ شاباش

شیطانی دماغ کی چالوں میں وہ اس سب کے بعد اپنا انجام بھول گ ئی ی تھی مگر یہ تو نہ بھولتی کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے...

ہاں آپی آپ ہمارے گھر چلیں ابھی سمیر بھائی ی بھی گھر ہی آجائی یں گے یہاں تو کوئی ی آپ کو ان سے ملنے نہیں دے گا

زوہیب نے زینب کے پاس آکر کہا

وہ اٹھ کھڑی ہوئی ی تو ایک شیطانی مسکراہٹ شمشاد کے چہرے پہ آئی ی

زینب اور زوہیب دونوں گھر چلے گ ئے اور خالہ شمشاد سمیر کے کمرے کی طرف...

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کوثر تم جا کر دوائیں لے آؤ تب تک شوکت بھائی ی گاڑی لے آئی یں گے

خالہ شمشاد نے اندر آکر کہا.

کوثر بیگم صبح ہی سمیر کے پاس آگ ئی یں تھیں

وہ بنا کچھ کہے اٹھ کر باہر چلی گ ئی یں وہ کہیں نہ کہیں سمجھتی تھیں کہ اس رشتے کے پیچھے شمشاد کا ہی ہاتھ ہے

اور خالہ شمشاد سمیر کے سرہانے بیٹھ گ ئی یں

سمیر بیٹا اب تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟؟

دیکھو تو کیسی حالت بنالی اپنی اور جس کی وجہ سے تم ہلکان ہو رہے ہو اسے تو ٹکے کی پرواہ نہیں ہے

خالہ شمشاد نے جھوٹی ہمدردی دکھاتے ہوئے بلآخر پہلا پتہ پھینکا

سمیر نے قدرے حیرانی اور ناسمجھی سے انکی طرف دیکھا

ارے ایسے کیا دیکھ رہے ہو پہلے تو اس کی وجہ سے یہاں پہنچے اور بے ہوشی میں بھی اسکا نام لیتے رہے مگر اس کلموہی نے تو فون پہ بھی حال نہ پوچھا تمہارا

خالہ شمشاد آہستہ آواز میں نظریں دروازے پہ جمائے ہوئے بولی کہ کہیں کوئی آنا جائے

زینب نہیں آئی ؟؟؟؟؟

اسے میرا پتہ نہیں ہو گا

پہلے حیرت سے بھرپور سوال تھا مگر پھر وہ جیسے خود کو تسلی دے رہا ہو

ارے کیسی بچوں جیسی باتیں کرتے ہو پتہ کیسے نہیں ہو گا خود تمہاری ماں نے بتایا اسے مگر اسے کوئی پرواہ تھوڑی ہے اسکا تو کام ہی لڑکوں کو بہلانا پھسلانا ہے اور نانا جانے کیا کیا .....

خالہ پلیز اتنا گھٹیا الزام مت لگائیں اس پر سمیر نے نہایت درشتگی سے انکی بات کاٹی

ابھی وہ دوبارہ کچھ بولتی کہ کوثر بیگم اور شوکت صاحب دونوں آگئے اور وہ خاموش ہو گئیں مگر سمیر کے چہرے کے سرد تاثرات اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ خالہ

شمشاد کی کہی بات سوچنے پہ مجبور ہے کیونکہ اسے توزینب کے آنے کی بھنک بھی نہ پڑی تھی کہ کس طرح اس نے اس سرد رات میں اس کیلیۓ روتے تڑپتے زندگی کی دعائیں مانگی تھیں اور یہ خالہ شمشاد کی پہلی کامیابی تھی....

⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐

گھر میں داخل ہوتے ہی جو منظر آنکھوں کے سامنے تھا وہ خالہ شمشاد کی پوری کامیابی کیلیۓ کافی تھا کیونکہ چنگاری وہ پہلے جلا چکی تھیں اب تیلی لگانا باقی تھا

آۓ ہاۓ توبہ توبہ کیسا زمانہ آگیا ہے

دن دیہاڑے ایسی بےہودگی

وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر بولیں

سمیر کی نظریں تو سامنے ہی جمی تھیں

دیکھا اس وقت تم نے مجھے بولنے نہیں دیا اب خود دیکھ لو،،

اسے تو موقع مل گیا تھا خالی گھر میں ایک اکیلے لڑکے کے ساتھ جب اسکی تمنا پوری ہو رہی تھی تو اسے تمہاری پرواہ کیسے ہوتی پتہ نہیں پوری رات یہاں اکیلے......

میرا تو سوچ کہ دل ہول رہا ہے

وہ بک رہی تھیں یہ سوچے بنا کہ وہ کسی کی بیٹی کی عزت اچھال رہی ہیں اور کتنا گھناؤ نا الزام لگا رہی ہیں مگر اس وقت انہیں صرف اپنے مقصد کی کامیابی چاہیئے تھی...

زینب کا چہرہ زوہیب نے دونوں ہاتھوں میں لے رکھا تھا اور پھر اسکا سر اپنے سینے پر رکھ لیا

سمیر کو جو دکھایا جارہا تھا اس وقت وہ وہی دیکھ رہا تھا زینب کی پیٹھ سمیر کی طرف تھی اس لیے وہ اس کی حالت،،اسکے آنسو نہیں دیکھ پایا..

وہ بت بناسب دیکھتا، سنتا رہا

آنکھوں کی سرخی بڑھ گئی اور آنسو گالوں پر پھسل گئے اسکے بھروسے اور پیار کا خون کر چکی تھیں خالہ شمشاد اب جو کرنا تھا وہ سمیر کو کرنا تھا انکا کام ختم ہو چکا تھا...

زوہیب کی نظر پڑی تو اس نے زینب کو بتایا وہ بھاگ کر سمیر کی جانب بڑھنے لگی تھی مگر سمیر نے اس سے پہلے کمرے میں جا کر دروازہ لاک کر لیا زوہیب بھی اس کی اس حرکت پہ حیران ہوا مگر جو سمیر کے ذہن میں آچکا تھا وہ تو کبھی وہ دونوں سوچ بھی نہیں سکتے تھے...

کوثر بیگم اور شوکت صاحب سامان لے کر آرہے تھے جبکہ خالہ شمشاد سمیر کو اندر لے آئی ی اور اس نے زینی اور زوہیب کے اس طرح کھڑے ہونے کو جو رنگ دیا وہ نا قابل قبول تھا...

سمیر کو شاید زینب کی جدائی ی کا درد اتنا تھا کہ اسکا دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھوچکا تھا اور وہ اپنے پیار کی بجائے کسی اور کی بات پر یقین کر رہا تھا

قاتل ہوتے ہیں اپنے اور الزام لگتا ہے قسمت پر اور مقدر پر..

کیوں کیا زینی تم نے ایسا کیا میرے پیار میں کوئی ی کمی رہ گ ئی ی تھی ایسی صورتحال میں مجھے سب سے زیادہ تمہاری ضرورت تھی نہ میرے گھر کو اور نہ زوہیب کو

سمیر اس وقت سب کچھ بھول چکا تھا اپنی محبت، زینی پر بھروسہ وہ بس پاگلوں کی طرح رو رو کر خود سے باتیں کر رہا تھا

اتنا بڑا دھوکہ کیا تم نے میرے ساتھ کیوں؟؟ کیوں؟؟ کیوں؟؟؟

وہ چلا رہا تھا، رو رہا تھا مگر کسی کی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھا...

خالہ شمشاد اس وقت زینب کی بے وقوفی پر بس ہنس کر رہ گ ئی ی تھیں زینی انکا کام اتنا آسان کر دے گی یہ انہوں نے سوچا نہیں تھا..

سب لوگوں نے باری باری سمیر سے دروازہ کھلوانے کی کوشش کی مگر خاموشی ہنوز برقرار تھی سمیر کا اچانک یہ رویہ سب کی سمجھ سے باہر تھا..

زینب نے صبح سے شام تک انتظار کیا دروازہ کئی بار کھٹکھٹایا مگر جواب نہ آیا صبح جب ہاسپٹل سے آئی تھی تو تھکان اس پر حاوی ہو رہی تھی مگر سمیر کی بے رخی سے ہر چیز ہوا ہو گئی اس نے پورا دن بھی بنا کچھ کھائے پیئے بیٹھے ہوئے اور اسکے انتظار میں گزار دیا

بلآخر شام کو زوار شاہ آکر زینی کو اپنے ساتھ لے گئے وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن اپنے ابو کو یا باقی خاندان والوں کو اپنے بارے میں مشکوک نہیں کر سکتی تھی اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی گھر چلی گئی...

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمیر تم اٹھ گئے شکر ہے صبح سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں

اب کیسی طبیعت ہے؟؟

سمیر رات کو کھانے کے وقت باہر آیا تھا جب زینب جا چکی تھی اور کوثر بیگم فکر مندی سے پوچھ رہی تھیں

جی شکر ہی ہے کہ آنکھیں کھل گئیں میری

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکااشارہ زینب کے دھوکے کی طرف تھالیکن کوثر بیگم کو سمجھ نہیں آئی ی اسکی بات

کی

اچھا کھڑے نہ رہوا تنی دیر آؤ بیٹھو

انہوں نے اسے بیٹھنے کا کہا

ابو کہاں ہیں مجھے بات کرنی ہے

سمیر نے بنا نظریں ملائے کہا

ہاں نماز پر گ ئے ہیں ابھی....

انکی بات پوری ہونے سے پہلے شوکت صاحب اور زوہیب آگ ئے

زوہیب سمیر کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیااور شوکت صاحب کوثر بیگم کے ساتھ..

سمیر کی طبیعت کا حال چال پوچھنے کے بعد سمیر سیدھا موضوع پر آیا

آپ لوگ شادی کی تیاری کریں مجھے کوئی ی اعتراض نہیں ہے مگر زیادہ دور نہیں اور زیادہ فنکشنز بھی نہیں جلداز جلد یہ ٹاپک ختم کریں

سمیر کے ہاتھ کانپ رہے تھے، آواز بھرائی ی ہوئی ی تھی الفاظ بھی ساتھ نہیں دے رہے تھے لیکن آنکھوں میں نمی لیے اس نے بات پوری کی..

کوثر بیگم اور زوہیب ہکا بکا سمیر کا منہ دیکھ رہے تھے جبکہ شوکت صاحب نے اٹھ کر سمیر کو خوشی سے گلے لگایا

سمیرت... تم...

کوثر بیگم سے بولا نہ گیا وہ رونے لگیں

زوہیب نے بھی کچھ کہنا چاہا مگر سمیر اس پر نفرت بھری نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا..

سمیر نے پورا دن سوچا، رویا مگر فیصلہ اس بار زینی کے حق میں نہیں ہوا کیونکہ ان کے بیچ غلط فہمی آ کھڑی تھی اس نے سوچا کہ جس لڑکی کی خاطر سب سے لڑ رہا ہوں اپنی ماں کا گھر بھی داؤ پر لگا رہا ہوں جب وہ ہی میرے ساتھ مخلص نہیں تو کیا فائدہ..

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★★★★★★

یہ آپ نے کیا کیا؟؟

زوہیب نے سمیر کے کمرے میں آ کے پوچھا

سمیر نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا پھر موبائل پر مصروف ہو گیا

میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں آپ نے اس رشتے کیلئے ہاں کیوں کی؟؟

زوہیب نے اس بار غصے سے پوچھا

تم سے مطلب؟؟

سمیر نے نہایت سرد مہری سے جواب دیا

زوہیب کچھ دیر تو کچھ بول نہیں سکا اسے اپنے بھائی ی سے اس جواب کی توقع نہیں تھی

ہاں ہے مجھ سے مطلب

آپ یہ شادی نہیں کر سکتے آپ اس سے پیار کرتے ہیں

یہ میری زندگی ہے اور میری مرضی میں جیسے گزاروں تم فکر نہ ہی کرو تو اچھا ہے

وہ اسی طرح حقارت اور غصے سے بول رہا تھا

لیکن آپ انکے ساتھ دھوکہ کیسے....

سمیر نے نہایت درشتگی سے اسکی بات کاٹی

ohh you shut up...just shut up and get lost

سمیر نے پوری قوت سے چلا کر کہا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکال دیا

زوہیب تو صرف سمیر کا منہ دیکھ کر رہ گیا وہ کہاں واقف تھا سمیر کے اس رویے سے..

سمیر ابھی کسی کی بات سننا نہیں چاہتا تھا اور زوہیب کی تو بالکل بھی نہیں..

زوہیب نے صرف اسی کوشش میں ہار نہیں مانی اس نے بہت بار سب کو سمجھانے کی کوشش کی مگر کچھ کر نہ سکا شاید اس اقرار کی وجہ پتہ ہوتی تو ضرور وہ کچھ کر لیتا..

زینب نے رات کو ہی بہت بار سمیر کا نمبر ملایا لیکن اس نے کال نہیں اٹھائی ی نہ ہی میسج کا جواب دیا زینی کا دل دماغ کچھ عجیب الجھن کا شکار تھا جیسے کچھ ہونے کا سگنل دے رہا ہو مگر کیا؟؟

یہی سوچتے سوچتے نیند کی دیوی کب اس پر مہربان ہوئی ی اسے پتہ نہ چلا..

دوسرے دن دوپہر کو جاکے اسکی آنکھ کھلی اور آنکھ کھلتے ہی اسے سمیر کا خیال آیا وہ بھاگ کر اٹھی اور باہر نکلی

امی وہ میری آنکھ نہیں کھلی

وہ عجیب سی ہڑبڑاہٹ میں بول رہی تھی

اچھا یہ کون سی بڑی بات ہے پچھلی رات سے جاگتی رہی ہو اور پریشانی الگ

وہ پیار سے اسکے بال سیٹ کرتے ہوئے بول رہی تھیں

جی امی خالہ لوگوں سے بات ہوئی ی سمیر کیسا ہے اب؟؟

وہ بہت بے چینی سے پوچھ رہی تھی

اور اسی سوال سے تو وہ بچ رہی تھیں لیکن وہ تو بے بس تھیں

اں...ہاں وہ ٹھی.. ٹھیک ہے اب

زینب کے سامنے بولتے ہوئے تو انکی گھبراہٹ اور بڑھ گ ئی ی تھی

کیاہواامی آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں

کوئی ی بات چھپ.. چھپارہی ہیں؟؟

اس کی چھٹی حس اسے کچھ سگنل دے رہی تھی

بیٹااب بس تم بھی سب بھول جاؤوہ بھی توسب بھلاکرآگے بڑھ رہاہےبیٹاکوئی ی کسی کانہیں ہوتاسب کہنے کی باتیں ہیں

وہ سیدھی بات نہیں کہہ پارہی تھیں الٹااسے سمجھارہی تھیں

امی میں پریشان نہیں ہوتی سیدھاسیدھابتادیں پلیز

وہ التجائیہ انداز میں بولی

بیٹاوہ سمیر نے...آہمم.

سمیر نے شادی کیلیئے ہاں کردی ہے آج تاریخ رکھنے جارہے ہیں

وہ بار بار گلا صاف کرکے بول رہی تھیں کیونکہ انکاخیال تھاکہ ابھی پھر سے زینی رونا شروع کردے گی یابے ہوش ہوجائے گی مگر یہ خیال غلط ثابت ہوازینی نے ایساکچھ نہیں کیابلکہ وہ چپ چاپ بیٹھی بات سنتی اور سمجھتی رہی شایداس نے قسمت کے فیصلے کو تسلیم کرلیاتھا

زینی میری جان کیا ہوا؟؟ دیکھو بیٹا اگر تم کسی کو پورے دل سے چاہو اور وہ تمہیں ٹھکرا دے تو یہ اس کی بدنصیبی ہے تمہاری نہیں

وہ بہت پیار اور توجہ سے سمجھا رہی تھیں

جی امی میں بالکل پریشان نہیں ہوں یہ اس کی زندگی ہے وہ جیسے مرضی جی ئے

وہ زبردستی مسکرا کر کہہ رہی تھی

لیکن اس کے اندر طوفان اٹھ رہے تھے وہ رونا بھی چاہتی تھی مگر اب مزید نہیں بہت رو لیا تھا اب صرف خاموش رہنا تھا..

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمیر کی شادی کی تاریخ ایک ماہ بعد کی رکھی جا چکی تھی اور اس دوران وہ واپس چلا گیا تھا اس کے باس نے بہت بار اسے واپس بلایا تھا مگر وہ حالات کی وجہ سے جا نہیں پایا مگر اب وہ پورا مہینہ وہاں رہ کر اپنی تباہی کا تماشا نہیں دیکھ سکتا تھا اگر وہ ایک بار کسی سے بھی اپنے دل کی بات شئیر کر لیتا تو شاید اپنی بے وقوفی پر غور کر پاتا مگر اپنے اندر یہ بات رکھ کر اسکا غصہ مزید پختہ ہوتا جا رہا تھا..

زینب نے پھر ایک بار بھی سمیر سے رابطہ نہ کیا وہ سمجھتی تھی کہ سمیر نے کوئی ی خاص وجہ دیکھ کر ہی ہاں کی ہو گی اور میں اسے روکنا نہیں چاہتی وہ کہاں جانتی تھی کہ اسکی عزت کو اسکے سامنے اچھالا گیا اور وہ خاموش رہا

انھی دنوں اسکی ڈیٹ شیٹ آگئی ی اور اس نے بمشکل اپنا دھیان اس طرف لگایا

کاش شادی کے دوران پیپرز آجاتے تو وہاں جانا نہ پڑتا مگر وہ تو پہلے ختم ہو رہے تھے

اب وہ بہت خاموش رہنے لگی تھی کبھی کبھی تو اسے یاد بھی نہیں آتا تھا کہ آخری بار کب ھنسی تھی خیر زندگی تو ایسی ہی ہوتی ہے نہ کچھ دے کر سب کچھ لے لینے والی اس کے پاس بھی چند یادوں کے سوا کچھ نہ تھا..

وقت برق رفتاری سے گزر رہا تھا اور شادی کے دن قریب آرہے تھے زینب کے پیپر ختم ہو چکے تھے اور سمیر بھی واپس آچکا تھا دو دن بعد شادی کا آغاز ہونے والا تھا اور اس دن زوہیب ایک آخری کوشش کرنے بھائی کے پاس آیا

کیا آپ کا فیصلہ ابھی تک نہیں بدل سکا؟؟

وہ آنکھوں میں عجیب بے بسی لئے کہہ رہا تھا

نہیں

سمیر نے بنا اس کی طرف دیکھے یک لفظی جواب دیا

آخر آپ یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟؟

اسے بہت دکھ ہو رہا تھا سمیر کے اس رویہ سے

مجھے کسی کو کچھ ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور بہتر ہے یہ سوال جواب کر کے اپنا اور میرا وقت ضائع نہ کرو

سمیر اسی طرح بے رخی سے بات کر رہا تھا

بھائی آپکو پتا ہے کے دھوکہ دینے کے ہزار طریقے ہیں لیکن سب سے گھٹیا طریقہ محبّت اور ہمدردی کا دکھاوا کرنے کا ہے اور آپ نے محبت کا دکھاوا کر کے اس معصوم لڑکی کو دھوکہ دیا ہے

زوہیب نے اب غصّے سے کہا

ohh really , but i am not interested in your foul lectures so don't waste your time

سمیر نے کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا

زوہیب پاؤں پٹختا باہر نکل گیا اور سمیر نے غصے سے موبائیل بیڈ پر پھینک دیا..

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمیر کو غصّہ تھا مگر اسے یہ امید تھی کے کم از کم زینب ایک بار اس سے بات ضرور کرے گی اور زینب کو امید تھی کے سمیر اس شادی کو کرنے کی وجہ اسے ضرور بتائے گا مگر دونوں کی ہی امیدیں پوری نہ ہوئیں خیر اب تو کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا جو لوگ اس شادی سے دکھی تھے وہ سوائے تماشا دیکھنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔

آج رات ڈھولکی کی رسم تھی اور زینب نے اس فنکشن میں اپنی موجودگی ضروری نہیں سمجھی وہ اپنے والد صاحب کے ساتھ گھر پر ہی رہی جلدی سونے کے بہانے سے اپنے کمرے میں چلی آئی مگر نیند کہاں آنی تھی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی یہ سوچنے پر مجبور تھی کہ سمیر نے ایسا کیوں کیا مگر اسے اس کیوں کا جواب نہیں ملتا تھا آج بھی اسکی آنکھوں سے آنسوں جاری تھے وہ بنا آواز کے چھت کو گھورتے ہوئے آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ روتے روتے وہ کب سو گئی پتا ہی نہیں چلا۔۔

سمیر اتری ہوئی شکل لیے باہر مہمانوں میں بیٹھا تھا مگر اسکا دھیان زینی کی طرف تھا

سمیر تو کچھ پریشان لگ رہا ہے کیا بات ہے؟؟

سمیر کا ایک دوست کافی دیر سے اسکا دھیان نوٹ کر رہا تھا

نہیں تو پریشان تو نہیں ہوں

سمیر نے مسکرانے کی کوشش کی

لیکن مجھے لگ رہا ہے کوئی مس ئی لہ ہے کوئی بات ہے تو شیئر کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لو یار

وہ سمیر کے کندھے پے ہاتھ رکھ کر بول رہا تھا

مگر سمیر سے وہاں مزید بیٹھنا مشکل ہو گیا تھا وہ اسے معصنوع مسکراہٹ دیتا وہاں سے اٹھ آیا اسکی آنکھیں لال ہو رہی تھیں وہاں سے اٹھتے ہی آنسو آنکھوں سے نکل کر گالوں پر پھسل گئے۔۔

گھر آ کر اس نے ہر جگہ دیکھا مگر زینب کہیں نہیں تھی اسکی پریشانی اور بڑھ گئی مگر وہ کسی سے پوچھ بھی تو نہیں سکتا تھا اس لیے سب سے نظر بچا کے وہ اپنے کمرے میں آ گیا وہاں آ کے زینب کی طرح وہ بھی روتے ہوئے کب سو یا پتا ہی نہیں چلا۔۔۔

🌼🌼🌼🌼🌼🌼🌼🌼🌼

بَری کا سامان آ چکا تھا خاندان کی سب لڑکیوں کو بلایا تھا کپڑے ٹانکنے کیلئے زینب نے پھر جانے سے انکار کر دیا کیوں کے ابھی تک وہ ذہنی طور پر تیار نہیں تھی لیکن کب تک انکار کرتی آج شام کو منہدی کا فنکشن تھا اور تب جانے سے انکار کا مطلب سب کو مشکوک کرنا اپنے بارے میں اور یہ وہ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

زویااور ساجدہ بیگم نے اپنے ساتھ ساتھ زینب کی بھی شاپنگ کر لی تھی چاہے دل خوش نہیں تھا لیکن ایک رشتے کی خاطر باقی رشتے تو نہیں کھوئے جا سکتے سب لوگ شام سے کچھ دیر پہلے تیار ہو کر چلے گئے تھے اور اس بار زینب بھی ساتھ گئی تھی گہرے پرپل رنگ کا غرارہ، کھلے بال اور ہلکے میک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی چہرے پہ معصنوعی مسکراہٹ سجائے وہ سب کو مل رہی تھی۔۔۔۔

ارے واہ آج کس کو گھائل کرنے کا ارادہ ہے جناب کا؟؟

اس کی ایک کزن اسے چھیڑنے والے انداز میں بولی

اور زینب صرف مسکرادی

ہاں ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو

دوسری کزن بولی

بہت شکریہ تم سب بھی پیاری لگ رہی ہو

شکریے کے ساتھ ہی تعریف بھی کر دی وہ سب آپس میں خوش گپیوں میں مصروف ہو گئیں اور وہ اپنے خیالوں میں

اپنے پسندیدہ شخص کو اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کا ہوتے دیکھنا بھی تکلیف دہ ہوتا ہے اور پھر جس سے بے پناہ محبّت ہو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب لوگ کپڑے دیکھنے میں مصروف تھے زینب وہاں لاتعلق سی بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی کہ دلہن کے لہنگے کا دوپٹہ اسکی کزن کے ہاتھ سے چھوٹ کر زینب کے سر پر ٹک گیا یوں جیسے کسی نے سیٹ کر دیا ہو وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہی تھی اور زینب نیچے بیٹھی تھی اس لئے وہ اس کے سر پہ ہی آ ٹکا سب ک منہ حیرت سے کھل گئے پھر سب نے اس کی تعریف کی کسی نے بھی اس بات کو غلط نہیں لیا کیونکہ یہ جتنا باقی سب کیلیے غیر ارادی فعل تھا اتنا زینب کیلیے بھی..

واؤ ایسا لگ رہا تمہارے لیے ہی بنا۔ہے بہت ہی پیارا لگ رہا ہے

سب ہی باری باری کہہ رہے تھے زوہیب نے آکر تصویر بنالی اور کان میں سرگوشی کے انداز سے بولا

دیکھا تقدیر کو بھی یہی منظور تھا آپ ہی لوگ پتہ نہیں کیوں نہیں سمجھ رہے

وہ گہری سانس لے کر بولا

اسی لمحے سمیر اندر آیا تھا اور وہ زینب کو دلہن کے لال دوپٹے میں دیکھ کر مبہوت رہ گیا وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ کوئی بھی تعریف کیے بنا نہ رہ سکا کیوں کہ یہ اسکا نصیب تھا جو کسی اور کو ملنے جارہا تھا

زینی اور سمیر دونوں کی نظر ملی زینب اس کے گلے لگ کر رونا چاہتی تھی گلہ کرنا چاہتی تھی سمیر کا بھی کچھ یہی دل کر رہا تھا کہ وہ زینی کو اپنے سینے میں چھپا لے سب سے کہیں دور چلا جائے مگر وہ ہوش میں تب آیا جب اس نے زوہیب کو زینب کی طرف جھکتے دیکھا اور زینب اس کی بات پر مسکرائی وہ پھر سے شک کا نیا بیج اپنے دل میں بوتا وہاں سے چلا گیا۔۔

زینب نے دوبارہ وہاں دیکھا لیکن سمیر جا چکا تھا اس نے کچھ مایوس ہو کر دوپٹہ اٹھا کر واپس رکھ دیا اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی کیا سوچا تھا اور کیا ہو رہا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے ارے رو کیوں رہی ہو؟؟

سمیر نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا

اس نے بھیگی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا مگر بولی کچھ نہیں

اچھا بتاؤ نہ کیا بات ہے؟؟

اس نے زینی کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا

بہت برے ہو تم بہت برے ہو

وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی

تم بھی پوری پاگل ہو تمہارے علاوہ میں بھلا کسی اور سے شادی کر سکتا ہوں یہ تو بس

تمہیں تنگ کرنے کیلئے شادی تو ہم دونوں کی ہی ہو گی

سمیر نے مسکراتے ہوئے کہا

سچی تم صرف مجھے تنگ کرنے کیلی ئے کر رہے ہو؟؟

تم مجھ سے پیار کرتے ہو نا؟؟

وہ ایک دم کھل اٹھی تھی تب ایک دم اسے ہوش آیا زویا اس کے پاس کھڑی ہو کر اسکا کندھا۔ ہلا ہلا کر پوچھ رہی تھی کہ اکیلی کس سے بات کر رہی ہیں زینب نے ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں سمیر کا نام و نشان بھی نہیں تھا وہ یک دم شرمندہ ہو کر وہاں سے چلی گئی میں خیال میں بھی اس انسان کے بارے میں کیوں سوچ رہی ہوں جسے میری کوئی پرواہ تک نہیں۔۔۔

سب کزنز اکھٹے ہوں شادی کا ماحول ہو اور دھمال نہ ہو یہ تو ممکن نہیں سمیر کے گھر بھی کچھ یہی حال تھا سب نے مل کر پورا گھر سر پر اٹھا رکھا تھا تھوڑی دیر میں مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا ابھی سب مل کر ڈانس کر رہے تھے اور وہ بار بار زیب کو بھی کھینچ کر لے جاتیں وہ اپنے سارے آنسو اندر ڈال رہی تھی چہرے کی اداسی کو

بھرپور طریقے سے چھپانے کی ایکٹنگ کر رہی تھی وہ وہاں اپنے دکھ کا ماتم کرنے والی اکیلی تھی اسکا پیار بھی اسکے ساتھ نہیں تھا اور کوئی ی نہ ہوتا وہ تو ہوتا وہ کیوں نہیں تھا؟؟

سمیر شیشے کے سامنے کھڑا سوال جواب میں مصروف تھا

سمیر کیا واقع تمہاری زینی تمہارے ساتھ ایسا کر سکتی ہے؟؟ پہلی بار سوال دماغ کی طرف سے آیا تھا

ہاں اس نے ایسا ہی کیا ابھی بھی کوئی ی گنجائش ہے سوچنے کی

دل نے جواب دیا

لیکن یہ غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے مجھے اس سے بات کرنی چاہیے

آج پہلی دفعہ دماغ نے بحث میں حصہ لیا

سمیر تم نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ایک بار نہیں دو تین بار ابھی بھی تم اس سے پوچھنے جاؤ گے شرم نہیں آئے گی تمہیں

تم کیسی لڑکی سے تعلق چاہتے ہو جو کسی کے بھی ساتھ........

نہیں،، نہیں چپ ہو جاؤ خدا کیلیے مجھے کسی سے کچھ نہیں پوچھنا

اس نے پوری قوت سےِ چلا کے دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھ کر آنکھیں سختی سے میچ لیں

پھر ڈریسنگ ٹیبل کی ساری چیزیں ہاتھ مار کر نیچے گرادیں وہ نیچے بیٹھ کر سر گھٹنوں میں دیے اونچی آواز میں رو رہا تھا ایک ایسی بات پر جس کا حقیقت میں کوئی وجود ہی نہیں تھا...

★★★★★★★★★★

آجاؤ سب لوگ سمیر بھائی آگئے ہیں

ساری کزنز اونچی آواز میں سب کو بلاتی اسٹیج کی طرف بڑھ گئیں

زینی وہیں کھڑی اس دشمنِ جاں کو دیکھ رہی تھی وہ اس کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر وہاں کچھ نہیں تھا اسکا چہرہ سپاٹ تھا نہ مجبوری تھی، نہ بے چینی تھی زینب کو اس کی بے حسی دیکھ کر خوف آنے لگا اس نے نظریں ہٹالیں یہ وہ سمیر تو نہیں ہے یہ کون ہے؟؟

وہ اسٹیج کے ساتھ ہی نیچے کھڑی تھی جب کسی نے اس کا نام لیا، پھر لیا اور پھر کسی نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اس نے اوپر دیکھا تو اسکی کزن بلا رہی تھی سمیر کو مہندی لگانے کیلئے اس نے جانے سے انکار کیا مگر سب نے مل کر اسے اسٹیج پہ کھینچ لیا اب مجبوری تھی اپنے پیار کے ہاتھوں کو کسی اور کے نام کی مہندی سے لال کرنا تھا...

سمیر کے ہاتھ پر ایک نوٹ رکھا ہوا تھا جس پہ رسم کی منہدی لگائی جا رہی تھی زینب نے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پہ منہدی کی پلیٹ رکھی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ سے وہ سمیر کے ہاتھ پہ مہندی لگانے لگی تھی کہ کوئی آکر سمیر سے ٹکرایا سمیر کا ہاتھ مہندی کی پلیٹ پہ لگا اور وہ نیچے گر گئی سمیر کے ہاتھ پہ پڑا مہندی والا نوٹ زینی کے ہاتھ پہ گر گیا

سب لوگ اس ٹکرانے والے کے پیچھے پڑے تھے جب کہ وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے آنکھوں میں امڈتی نمی کو چھپانے سے آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں زینب نے سمیر کی آنکھوں میں عجیب سرد مہری دیکھی اس انجانے پن سے اسے خوف آرہا تھا وہ مہندی کا نوٹ واپس سمیر کے ہاتھ پہ رکھتی وہاں سے چلی گئی...

واشروم تک جاتے جاتے اس کی آنکھوں سے برسات شروع ہو گئی تھی

تقدیر کے فیصلے تو یہ تھے کہ انکی ہر رسم ایک ساتھ ہو رہی تھی اور کسی اپنے کی لگائی گئی آگ کو وہ سب تقدیر کا نام دے رہے تھے...

⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐

زینی آج رات تو رک جاؤ نہ یار کل تو شادی بھی ختم ہو جائے گی

کرن بار بار اسے روک رہی تھی مگر وہ مان نہیں رہی تھی

یار سب گھر والے یہیں ہیں میری طبیعت ٹھیک نہیں کل جلدی آجاؤں گی پلیز

وہ اپنے آنسوں مزید روک نئ سکتی تھی اسے آنسو بہانے کیلئے تنہائی چاہیے تھی اور وہ یہاں نہیں مل سکتی تھی

اس لئے مزید بنا کسی کی بات سنے وہ زوار صاحب کے ساتھ گھر آگئی..

کمرے میں آتے ہی بنا کپڑے بدلے وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی بلک بلک کر رونے لگی

سمیر آج اتنے عجیب انداز سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے کبھی جانتے ہی نہیں تھے وہ ایک دوسرے کو۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سمیر جلدی کمرے میں جانا چاہتا تھا مگر اسے دوست چھوڑ نہیں رہے تھے

تم میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو؟؟

اسے اپنے عقب میں زینب کی آواز سنائی دی اس نے فوراً مڑ کر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی پھر زینب کی آواز آئی

تم نے مجھے دھوکہ دیا خوش تم بھی نہیں رہو گے

اسے بار بار زینب کی آوازیں آرہی تھیں مگر وہاں زینب تو نہیں تھی یہ تو اس کے ضمیر کی آواز تھی جو اسے بے سکون کررہی تھی وہ بنا کسی کو بتائے وہاں سے اٹھ آیا

اب اسے صرف یہی بات پریشان کررہی تھی کے ایک بار زینی سے بات کرنی چاہیے تھی...

وہ رات قیامت کی رات تھی سب لوگ مل کر دو لوگوں کی خوشیوں کا قتل ہونے پہ ماتم کی بجائے خوشیاں منارہے تھے وہ دونوں ہی آنسو بہارہے تھے،

چیخ رہے تھے ان کا ساتھ ایک چیز نے دیا تھا کائنات نے، بادلوں نے، آسمان نے وہ بھی ویسے ہی گرج رہا تھا آنسو بھی بہا رہا تھا ایک طوفان ان دونوں کی زندگی میں آیا تھا اور ایک پوری کائنات میں شدید بارش ہوئی تھی اس رات وہ بھی صبح تھمی تھی جب ان کے انسو تھمے تھے..

★★★★★★★★★★★★

زینب اٹھ کر تیار ہو جاؤ میری جان

ساجدہ بیگم اس کو جگارہی تھیں کیونکہ بارات کیلیے جانا تھا

ہائے میرے اللہ تمہیں تو بہت تیز بخار ہے

اسے چھونے پہ معلوم ہوا کہ وہ بخار میں تپ رہی تھی

نہیں امی معمولی سا بخار ہے آپ پریشان نہ ہوں

اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر وہ کھل نہیں رہی تھیں بہت سوجی ہوئی تھیں

معمولی تو نہیں ہے تم اٹھو ہم ہاسپٹل چلتے ہیں

نہیں امی ابھی نہیں بارات کے بعد،،

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی

ایسی حالت میں تم بارات میں جاؤ گی اٹھا تو جا نہیں رہا تم سے

وہ اب بھی فکر مند تھیں

ہاں لیکن تھوڑی سی دیر کیلیے جانا ہے میں جلدی واپس آ جاؤں گی نکا... نکاح کے بعد

اپنی آواز کی نمی اور گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے وہ بولی

اچھا ٹھیک ہے چلو کپڑے نکال کر رکھے ہیں تمہارے وہ پہن کے آ جاؤ

وہ امی کی ہدایت پہ عمل کرتی اٹھ کر واشروم چلی گئی...

وہاں شادی میں اس کی طبیعت بہت خراب رہی اس کی ہمیشہ سے خواہش تھی سمیر کو دولہے کے روپ میں دیکھنے کی اور جب یہ موقع تھا تو وہ کیسے نہ آتی

سمیر تیار ہو کر اندر آیا تھا شاید وہ بھی زینی کو دیکھنا چاہتا تھا دونوں نے ایک دوسرے کو جی بھر کہ دیکھا پہلے پیار سے پھر انکی آنکھوں میں کوئی ی جذبہ نہیں تھا پھر سمیر کو نکاح کیلیے بلا لیا گیا

تب زینب کی طبیعت پہلے سے زیادہ خراب تھی سمیر کو بھی بخار تھا دونوں کے جسم میں نقاہت تھی آنکھیں بری طرح سوجی ہوئی ی تھیں مگر وہاں تو بس قربانی مانگی جارہی تھی اور دی جارہی تھی..

سمیر کے پہلے قبول ہے کہنے پہ زینب کو ابکائی ی آئی ی،

پھر دوسرے پہ بھی اور تیسرے پہ وہ بے ہوش ہو گ ئی ی

اسکی امی کمرے میں اسکے ساتھ تھیں وہ مسلسل رو رہی تھیں..

ان سے زینب کی یہ حالت دیکھی نہیں جارہی تھی کہاں وہ ہنسنے کھیلنے والی لڑکی اور اب کیسے مرجھا گ ئی ی تھی

زینب کے منہ پہ پانی ڈالنے سے وہ ہوش میں آئی ی تو زوار صاحب اسے ہاسپٹل لے کر چلے گ ئے وہاں اسے نیند کا انجکشن دے کر پر سکون کر دیا گیا اور پیچھے شادی پایہ تکمیل کو پہنچ گ ئی ی..

اسے دھوکہ دیا گیا تھا،،

الزام لگائے گئے تھے اور ان سب میں اسکا پیار بھی برابر کا شریک تھا...

صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ اپنے کمرے میں تھی اس کا دماغ بلکل خالی تھا وہ چپ چاپ۔

خالی نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی تبھی ساجدہ بیگم اندر آئیں

زینب بیٹا اٹھ گئی اب کیسی ہے طبیعت؟؟

انہوں نے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر ماتھے کو چھوتے ہوئے پوچھا

جی امی اب ٹھیک ہوں

اس نے بہت سنجیدگی سے جواب دیا

رات کو ہم لوگ تمہیں ہسپتال سے گھر لے آئے تھے ڈاکٹر نے کہا تمہیں صرف آرام

کی ضرورت ہے ایک دو دن میں تم ہو جاؤ گی ان شاءاللہ

وہ تفصیل بتا رہی تھیں

ھمم ٹھیک کہا ڈاکٹر نے مجھے واقع آرام کی ضرورت ہے

اس نے چھت کو۔ گھورتے ہوئے معنی خیزی سے کہا

ساجدہ بیگم اس کا منہ دیکھ کر رہ گئیں ....

اچھا تم اٹھ کر منہ ہاتھ دھولو میں تمہارے لئے ناشتہ لاتی ہوں تمہارے ابو بھی

تمہارے جاگنے کا انتظار کرتے کرتے چلے گئے

وہ اس کو کہتی بیڈ سے اٹھ گئیں

آپ ان کو کال کر کے بتادیں میں بلکل ٹھیک ہوں وہ پریشان نہ ہوں

اس کی امی سر ہلاتی باہر چلی گ ئی ی اور وہ آہستہ سے اٹھ کر واش روم میں۔۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شادی کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا سب کچھ بدل گیا تھا زینب اور سمیر کی زندگی، انکا رشتہ بلکہ بہت ساری زندگیاں متاثر ہوئی ی تھیں۔۔۔

سمیر کی توجہ ثمرہ کی طرف نہیں تھی وہ اس سے ہر وقت کھنچا کھنچا سا رہتا اسے ہر لمحہ زینب کی یاد ستاتی تھی اسکا ضمیر اسکے دل پر چابک مار رہا تھا دو بھائیوں کے بیچ دراڑ آ گ ئی ی تھی سمیر زوہیب کو دیکھتے ہی منہ پھیر لیتا تھا اور اسکا یہ رویہ کسی سے مخفی نہ تھا

اس دن زوہیب سمیر کی بے رخی کا جواب ڈھونڈنے اس کے پاس چلا آیا

بھائی ی مجھے بات کو گھمانا نہیں آتا اور اب جتنا کچھ ہو چکا ہے مجھے لگتا ہے کسی تمہید کی بھی ضرورت نہیں رہی تو مجھے صاف صاف بتادیں آپ کے دل میں چل کیا رہا ہے؟؟

اچانک آپ کو کیا ہو گیا ہے اپنی محبت کو بھی قربان کر دیا اور میرے ساتھ اجنبیوں والا رویہ آپ کا کیوں؟؟ آخر وجہ کیا ہے ان سب کی؟؟

وہ سامنے کھڑا بہت سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا

میں تمہیں یہ سب بتانا ضروری نہیں سمجھتا اور نہ تمہارے منہ لگنا چاہتا ہوں

سمیر نے چند ثانیے اس کی طرف دیکھا پھر نظریں پھیر کر کہا

لیکن آج تو آپ کو میرے منہ بھی لگنا ہے اور مجھے سب بتانا بھی ہے

زوہیب نے تھوڑا سختی سے کہا

تمہاری اتنی ہمت کب سے ہو گئی کہ تم مجھ سے اونچی آواز میں بات کرو

سمیر نے اس سے زیادہ اونچی آواز میں کہا

آپ کیا سمجھتے ہیں جو آپ کے دل میں آئے آپ کرتے پھریں اور کوئی آپ سے پوچھنے والا بھی نہ ہو نبھا نہیں سکتے تھے تو محبت کی کس بنا پر تھی

وہ بھی اتنی ہی اونچی آواز میں بول رہا تھا

تمہیں اُس کیلیے اتنا برا کیوں لگ رہا ہے کیا رشتہ ہے تمہارا اس سے ؟؟

اوہ میں بھی کیا پوچھ رہا ہوں رشتہ تو مجھے معلوم ہے آخر کو تمہارا بھی تو وہی رشتہ ہے اسکے ساتھ جو میرا .....

سمیر کی بات پوری ہونے سے پہلے زوہیب نے نہایت کر ختگی سے اس کی بات کاٹی

بھائی کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لینا

اس نے تقریباً چیختے ہوئے کہا

سوچ تو میں چکا ہوں اتنے دنوں سے صرف یہی بات تو سوچ رہا ہوں کہ تم دونوں نے مل کر مجھے دھوکہ دیا

سمیر کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا غصے سے اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا

اب کی بار زوہیب لاجواب تھا مگر اس کے پاس ایک جواب تھا

کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟؟

وہ بالکل حیرت سے منہ کھولے سمیر کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

سمیر پہلے طنزیہ ہنسی ہنسا پھر وہ بولا جو اسے نہ سوچنا چاہیے تھا اور نہ بولنا

مسٹر زوہیب صاحب جس دن میں ہاسپٹل میں تھا اس دن مس زینب یہاں تھیں آپ کے ساتھ..

جس وقت اسے میرے پاس ہونا چاہیے تھا وہ اس وقت میری خیریت دریافت تک کرنے نہیں آئی ی کیوں؟؟

کیونکہ وہ یہاں میرے ہی چھوٹے بھائی ی کے ساتھ تھی کیا کر رہی تھی یہاں اکیلے تمہارے ساتھ پوری رات....

اچانک بات کرتے کرتے اسکی آواز اونچی ہو گ ئی ی تھی وہ چلاتے ہوئے بول رہا تھا

اب بولتی کیوں بند ہو گ ئی ی؟؟

بتاؤ مجھے یہاں تم اسے سینے سے لگائے کھڑے تھے اور وہ بھی تمہاری بانہوں میں ایسے کھڑی تھی جیسے صدیوں سے ترس رہی تھی..

تم دونوں کو تو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ میں کب آیا ہوں

پھر بتاؤ دھوکہ کس کے ساتھ ہوا میرے ساتھ یا اس کے ساتھ جو خود یہاں رنگ رلیاں.....

بھائی ییییییی...زوہیب نے چلا کے اس کی بات کاٹی اور ہاتھ اٹھایا مگر تھپڑ مارنے کی بجائے مٹھی بھینچ لی اب وہ غصے سے کانپ رہا تھا پہلے وہ سکتے کے عالم میں سمیر کی ساری باتیں سنتا رہا پھر بولا

استغفر اللہ...

مجھے یقین نہیں ہو رہا آپ جیسے انسان کی سوچ اتنی گھٹیا ہو سکتی ہے اتنا کیسے گر گئے آپ؟؟

صدمے سے وہ بول نہیں پا رہا تھا

اوہ پلیز مجھے تمہاری....

سمیر نے بولنے کی کوشش کی مگر

زوہیب نے اسے بیچ میں ٹوک دیا آج آپ کو میری بھی بات سننی ہو گی

زینب آپی میری بڑی بہن کی طرح ہیں بلکہ بہن ہی ہیں

خیر آپ جیسا انسان یہ کیا جانے کہ بہن کا بھی کوئی رشتہ ہوتا ہے..

دوسری بات اپنی نام نہاد محبت پہ بھروسہ تو کرنا چاہیے تھا آپکو

میں اس دن ہاسپٹل تھا جب وہ پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی آئی تھیں جیسے ماں اپنے کھوئے ہوئے بچے کو تلاشتی ہے مگر آپ کے والد صاحب نے آپ ہی کی قسم دے کر انہیں اندر جانے سے روک دیا تھا..

وہ پوری رات انہوں نے وہیں نیچے ٹھنڈے فرش پر روتے ہوئے اور آپ کی زندگی کی بھیک مانگتے ہوئے گزاردی تھی مگران لوگوں نے ترس بھی نہیں کھایا اور اسے خالہ شمشاد نے میرے ساتھ گھر بھیجا تھا یہ کہہ کر کہ سمیر کو ہم ابھی گھر لے آئیں گے تم وہیں اس سے مل لینا یہاں تو شوکت صاحب تمہیں ملنے نہیں دیں گے..

اور یہاں گھر آکر بھی وہ مسلسل رو رہی تھیں آپ کیلیے اور اپنے رشتے کیلیے دعائیں مانگ رہی تھیں میں انہیں صرف اپنی بہن اور بھابھی سمجھ کر چپ کروا رہا تھا مجھے کیا پتہ تھا میرا سگا بھائی یہ سب سوچے گا...

شرم آرہی ہے آپ کی سوچ پر

بات کرتے ہوئے کبھی اسکا لہجہ طنزیہ ہوجاتا اور کبھی شدید غصے والا

آخر میں اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور وہ آخری بات کچھ توقف کے بعد کہتا باہر نکل گیا...

اور ہاں اگر میری باتوں پر یقین نہ آئے تو اپنی ن ئی ی نویلی ساس سے پوچھ لیجیے گا..

جاتے جاتے وہ رکا یہ بات کہہ کر بنا سمیر کی حالت کو نوٹس کرتا وہ باہر نکل گیا..

سمیر پر چھت نہیں گری تھی آسمان گرا تھا اپنے پورے وجود سمیت اس کا دماغ اڑ گیا تھا

وہ خالی الذہن نیچے فرش پر گرنے کے انداز سے بیٹھ گیا وہ کچھ بھی سوچ نہیں رہا تھا

زوہیب کی باتوں کو دوہرا رہا تھا...

نہیںںںںںںںںںںںںںں.....

بہت دیر بعد اس نے چیخ ماری اور پھر بند کمرے میں وہ دھاڑیں مار مار کر رویا..

جب کچھ نارمل ہوا تو اس نے سوچا

کہ یہ خیال مجھے پہلے کیوں نہیں آیا کہ ابو اور خالہ شمشاد شادی کروانے کیلیے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں

لیکن کیا زوہیب نے جو کہا وہ سب سچ ہے ؟؟

ایک بار پھر میں کسی سنی سنائی بات پر یقین تو نہیں کر رہا؟؟

اسکا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا..

خیر اب کسی سے پوچھ کر میرا جتنا بھی بڑا نقصان ہو جائے اتنا نہیں ہو سکتا جتنا زینی کو کھو کر ہوا یا اپنے بھائی ی کو کھو کر ہوا...

اب میں پوچھوں گا اور ان سب کو ان کے کیے کی سزا بھی دونگا

وہ تقریباً شام کو وہاں سے نکلا اور سیدھا اپنے کمرے میں آیا جہاں اس کے ساتھ وہ ہوا جس سے زینب کی بے گناہی پہ اسے یقین ہو گیا کہ کبھی کبھی آنکھوں دیکھا بھی غلط ہو سکتا ہے..

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زینب آجاؤ کھانا کھالو بیٹا

ساجدہ بیگم رات کے کھانے کیلیے بلانے آئی یں تھیں

امی مجھے بھوک نہیں ہے ابھی، جب لگے گی کھالوں گی

اس نے معصوم منہ بنا کر کہا تا کہ امی برا نہ مانیں

زینب کب تک ایسے رہو گی ایک بے نام رشتے کیلیے

وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گ ئی یں

امی میرے دل کو سکون نہیں آتا

اس نے بے بسی سے کہا

میری جان دیکھو جو چیز تم سے لے لی گ ئی ی ہے ایک وقت ایسا آئے گا جب اسکا خیال بھی تمہارے دل و دماغ سے نکل جائے گا

اور تمہیں وہ عطا کیا جائے گا جس کی تم نے کبھی توقع بھی نہ کی ہو گی...

وہ بہت پیار اور توجہ سے سمجھا رہی تھیں اور وہ بہت غور سے سن رہی تھی

بس پُر امید رہو اور مسکراتی رہو کبھی اکیلی ن ئی ی چھوڑی جاؤ گی

وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر تھپک رہی تھیں اور وہ مسکرا دی جیسے امید سی مل گ ئی ی ہو...

میں سوچ رہی تھی کے اپنی نئ نویلی دلہن میں آپکو کوئی دلچسپی کیوں نہیں ہے مگر مجھے اس بات کا جواب نہیں مل رہا تھا

پر آج مل گیا ہے..

سمیر کمرے میں آیا تو ثمرہ نے یہ بات کہی پہلے اس نے کوئی دھیان نہیں دیا پھر حیرت سے اس کی طرف دیکھا

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں سمجھ نہیں آئی ی میری بات

یا

سمجھنا نہیں چاہتے؟؟

وہ غصے سے سمیر کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی

نہ سمجھ آرہی ہے اور نہ میں سمجھنا چاہتا ہوں اپنا کام کرو تم

سمیر نے بھی لاپرواہی سے جواب دیا

تو میں سمجھا دیتی ہوں جب غیر عورتوں کی بانہوں میں بانہیں ڈالو گے تو بیوی کی طرف

کہاں دھیان لگے گا

اس نے اسی غصّے سے کہا

کیا بکواس ہے یہ ؟؟

سمیر نے غصّے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے کہا

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا جب نمرہ کی کمر میں بازو ڈال کر یہاں عشق۔۔۔

تڑاخ۔۔۔۔۔۔

ایک تھپڑ اس کے منہ پہ زور سے رسید کیا

انگلیاں اس کے منہ پہ اپنے نشان چھوڑ گئی اور آنکھوں سے آنسو آگئے

سمیر کو دوپہر والی بات یاد آئی ی جب اسکی چچازاد بہن نمرہ ان کے کمرے میں کچھ

رکھنے کی غرض سے آئی ی تھی اور پاؤں پھسلنے کی وجہ سے گرنے لگی تھی جب سمیر

نے اسے بامشکل سمبھالا تھا تبھی ثمرہ نے دیکھا اور نہ جانے اس بات کو کیسا رخ دے دیا اس نے ثمرہ کو وہ ساری بات بتا دی

اس کے بعد تم یقین کرو نہ کرو تمہاری مرضی مجھے فرق نہیں پڑتا

وہ کہتا باہر نکل گیا

اس کے ذہن میں جھماکا ہوا تھا وہ بے گناہ لوگوں پہ الزام لگا یا تھا تو بے داغ اس کی ذات بھی نہ رہی تھی آج جو ثمرہ نے سمجھا کچھ ماہ پہلے میں نے بھی ایسے دیکھا تھا اور یہی سمجھا تھا جس کی وجہ سے میں نے اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی بھی زندگی تباہ کر دی...

وہ پوری رات کبھی بیٹھ جاتا کبھی اٹھ جاتا اب تو آنسو بہانے بھی مشکل لگ رہا تھا کیوں کے اب زینب کا سامنا بھی کرنے کی ہمت نہیں تھی وہ پوری رات گھر نہیں گیا اب بس صبح کا انتظار تھا....

★★★★★★★★★★★

ز..زینی

سمیر کی آواز پر وہ چونک کر پلٹی کہ شاید میرا وہم ہے مگر وہ دشمنِ جاں سچ میں وہاں موجود تھا تو زینب نے رخ پھیر لیا

زینی پلیز میری بات سنو

وہ التجائی یہ انداز میں بولا

یہی کوشش اگر تم شادی سے پہلے کرتے تو ضرور سنتی

but now i am not interested

اس نے سمیر کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا اور منہ پھیر لیا اس کیلیے بہت مشکل تھا سمیر کو نظرانداز کرنا کیونکہ ابھی وہ سمیر کی ثمرہ سے شادی والی بات سے ناواقف تھی ورنہ شاید وہ سمیر کی شکل بھی نہ دیکھتی

زینی پلیز تم مجھ سے جھگڑا کر لو،،

مار بھی لو، مگر یوں منہ نہ پھیرو

اس کی آواز بھرائی ہوئی تھی

مجھے بخش دو پلیز

مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی چلے جاؤ یہاں سے

زینب نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

زینی۔۔۔۔

سمیر نے پھر بولنا۔چاہا مگر زینب نے اسکی بات کاٹ دی

کیا دشمنی ہے تمہاری مجھ سے ؟؟

کیوں برباد کرنا چاہتے ہو بلکہ وہ تو کر ہی چکے ہو اب کیا چاہتے ہو کے زندہ بھی نہ رہوں؟؟

دیکھو سمیر میں نے بہت مشکل سے خود کو سمبھالا ہے اب دوبارہ میری تکلیف مت بڑھاؤ پلیز

وہ اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی جو لاشعوری طور پہ آنکھوں سے بہہ نکلے تھے ورنہ وہ اب کم از کم سمیر کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

سمیر جان بوجھ کے دوپہر کے وقت آیا کیوں کے اس وقت سب آرام کر رہے ہوتے تھے زینب کی پڑھتے رہنے کی وجہ سے دوپہر میں سونے کی عادت نہیں تھی اگر سب جاگ رہے ہوتے تو کوئی اسے زینب سے ملنے نہ دیتا اور اسکے مطابق اسکا زینب سے ملنا بہت ضروری تھا حالانکہ اب اسکا فائدہ نہیں تھا۔۔

وہ مزید وہاں نہیں رک سکتا تھا اس لیے روتا ہوا چلا گیا..

اسکے جانے کے بعد زینی جی بھر کر روئی وہ سمیر کی اس سے شادی نہ کرنے کی وجہ جاننا چاہتی تھی مگر اب نہیں کیونکہ اب جان کر کیا کرنا تھا جو ہونا تھا وہ اب ہو چکا تھا اور اب بدلا نہیں جاسکتا تھا۔۔۔

اب ایک جگہ تھی جہاں سے اسکے سارے سوالوں کے جواب مل سکتے تھے اور وہ تھیں

خالہ شمشاد

سمیر زینب کے بعد سیدھا ان کی طرف چلا آیا

وہ ابھی نہا کر نکلی تھیں اور سمیر کے تیور دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھیں

سمیر بیٹا اس وقت؟؟

کیا ہوا سب خیریت ہے نہ؟؟

ان کی چھٹی حِس انھیں سگنل دے رہی تھی کہ کچھ ایسا ہے جو نہیں ہونا چاہیے

جی آپ سے کچھ پوچھنا تھا

سمیر نظریں چراتے ہوئے بولا جیسے مناسب الفاظ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا ہو

اچھا آؤ بیٹھو

انہوں نے کمرے کی طرف اشارہ کیا

نہیں شکریہ

خالہ جب میں ہاسپٹل تھا اس رات زینب وہاں نہیں آئی تھی نہ؟؟

وہ ان کے چہرے کے بدلتے رنگ کو آسانی سے دیکھ پایا تھا

ہا۔۔۔ہاں۔۔۔و۔۔۔وہ نہیں آئی تھی میں ادھر ہی تھی

وہ لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ بول رہی تھیں

اچھا۔۔۔اور کون کون رہا تھا ہاسپٹل ؟؟

اصل میں تو بے ہوش تھا ناآپ تو وہاں تھیں اس لیے آپ کو پتہ ہو گا

وہ جیسے ان کے منہ سے ہی اگلوانا چاہتا تھا

شوکت صاحب، زوہیب اور میں

لیکن زوہیب تو گھر تھا نہ زینی کے ساتھ ؟؟؟

سمیر کا یہ کہنا تھا کہ انکا رنگ فق ہو گیا کچھ دیر تو وہ کچھ بول ہی نہ سکیں

ہا۔۔ہاں زوہیب نئ

کو۔۔۔کوثر

ہاں..کوثر رہی تھی ہاسپٹل

جھوٹ۔۔۔سفید جھوٹ

آپ کو اپنی آخرت اور اپنے بھیانک انجام سے خوف نہیں آتا؟

سمیر نے چِلا کر کہا

سمیر بیٹا۔۔۔۔۔۔

سمیر نے انکی بات بیچ میں ہی کاٹ دیہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مت کہیں مجھے بیٹا آپ جیسی عورت کسی کی ماں کہلانے لائق نہیں ہے

آپ کو آپ کے بیٹے حماد کی قسم مجھے سچ سچ بتائیں آپ نے مجھ سے جھوٹ کیوں بولا؟؟

کیوں دھوکہ کیا میرے ساتھ؟؟

کیوں بدنام کیا اس بیچاری لڑکی کو؟؟

اب وہ ان کے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑ رہا تھا،

چِلا رہا تھا

مم۔۔می۔۔۔میں ثمرہ کی ش۔۔شا۔۔۔شادی ت۔۔۔تم سے کرانا چاہتی تھی تم مان نہیں رہے تھے تو اس لیے

اب جو اپنی بیٹی کی خوشیاں خطرے میں نظر آئیں تو آنسو بھی نکل آئے

اپنی بیٹی کی شادی کیلیے آپ نے اپنی ہی بہن کی بیٹی پر اتنا گھٹیا الزام لگا دیا؟؟

وہ بے یقینی سے انکا منہ دیکھ رہا تھا

اب وہ خاموشی سے آنسو بہا رہی تھیں سمیر بھی رو رہا تھا مگر وہ اپنی بے بسی، اپنی بے وقوفی اور اپنی تباہی پہ آنسو بہا رہا تھا

تھوڑی دیر بعد آنسو صاف کر کے بولا

آپ نے مجھ سے میری محبت، میری زندگی چھین لی اب آپ بھی اپنی بیٹی کی خوشیاں کبھی نہیں دیکھ پائیں گی

دھوکے سے کی گئی شادی کا انجام بھی ویسا ہو گا یاد رکھنا میری بات

اور آپ کا انجام بھی اتنا ہی بھیانک ہو گا معافی کی بھیک مانگیں گی تو بھی نہیں ملے گی..

آپ شاید یہ بھول گئی ہیں تھیں کہ جب اللہ کی لاٹھی پڑتی ہے تو آواز نہیں کرتی لیکن چوٹ گہری پڑتی ہے

وہ یہ کہتا وہاں سے چلا گیا وہ پیچھے سے روتے ہوئے بلاتی رہ گئیں مگر اس نے نہ سنی انکو پسینے آنے لگے

اتنے پسینے کے انکا پورا جسم بھیگ گیا اور وہ بے سدھ ہو کر نیچے گر پڑیں شاید اب اپنے کیے کی وجہ سے اپنی آخرت سے خوفزدہ ہوئی تھیں یا بیٹی کے مستقبل کی وجہ سے وہ واقع بھول گئی ہیں تھیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔۔۔

★★★★★★★★★★

یا اللہ میری مدد کر

تو ہی سب سے بڑا کارساز ہے

مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے اور اس کی سزا میں عمر بھر بھگتوں گا بس میری زینی مجھے معاف کر دے

اگر اس نے معاف نہ کیا تو میں مر جاؤں گا

پلیز اللہ میاں مجھے معاف کر دے

وہ جائے نماز پر بیٹھا دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا مانگ رہا تھا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا

اب وہ سجدے میں گر کر بچوں کی طرح رو رہا تھا

زوہیب اس کی آواز سن کر اسکے پاس چلا آیا اور جب وہ سجدے سے اٹھا تو زوہیب نے اسے گلے لگایا

وہ پاگلوں کی طرح رو رہا تھا

زوہیب مجھے معاف کر دے میرے بھائی

میں نے تم پہ بھی شک کیا کاش تمہاری بات سن لیتا میں تو یہ جرم نہ ہوتا مجھ سے

وہ روتے ہوئے بول رہا تھا

چپ ہو جائیں بھائی

آپ میرے بڑے بھائی ہیں مجھ سے معافی مت مانگیں

اس نے سمیر کو تسلی دی

کیا زینی مجھے کبھی نہیں ملے گی؟؟

کیا میں نے اسے ہمیشہ کیلیے کھو دیا ہے؟؟

تبھی میرے دل کو سکون نہیں ہے

مجھے لگتا ہے میں مر رہا ہوں

میرا دم گھٹنے لگتا ہے مجھے اپنے وجود سے گھن آنے لگتی ہے

وہ اچانک خاموش ہو کر زوہیب سے عجیب بے چینی کے عالم میں کہہ رہا تھا

زوہیب بھی اب بے بسی سے بھائی کا حال دیکھ رہا تھا

آپ زینی آپی سے معافی مانگ لیں شاید وہ آپ کو معاف کر دیں

اور پھر آپ کی یہ تکلیف کم ہو جائے اس نے بہت پیار سے سمجھایا

نہیں

نہیں کرے گی وہ مجھے کبھی معاف نہیں کرے گی وہ میری شکل تک دیکھنا نہیں چاہتی

وہ ایک بار پھر روتے ہوئے زوہیب کے گلے لگ گیا

وہ اسے تھپکتے ہوئے خود بھی رو رہا تھا...

سمیر کی ایک ہی دن میں حالت بہت خراب ہو چکی تھی اب اس کے پاس پچھتاوے اور

ملال کے سوا کچھ نہیں بچا تھا..

جبکہ زینب اب کچھ پر سکون ہو گ ئ ی تھی شاید یہ اس الزام کی وجہ سے تھا جو بنا اس کو خبر ہوئے اس کی ذات سے ہٹ چکا تھا اس لیے لاشعوری طور پر وہ ہلکا محسوس کر رہی تھی.

مگر کب تک انجان رہتی سچ تو سامنے آ کر ہی رہتا ہے اور اس نے بھی سامنے آنا تھا....

زینب بیٹا تم سے ایک بات کرنی تھی

ساجدہ بیگم نے زینب کے پاس .بیٹھتے ہوئے کہا

جی امی بتائیں کیا بات ہے

اس نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

بیٹا وہ تمہارے ابو چاہتے ہیں کے ہم دوسرے شہر چلے جائیں پہلے کالج جانے والی صرف تم تھی اب وہ تینوں بھی بڑے ہو رہے ہیں اور تم نے یونی بھی تو شروع کرنی ہے

وہ اپنے اصل مقصد کو چھپاتے ہوئے بات بنا رہی تھیں

امی میں اتنی بھی بچی نہیں ہوں مجھے پتا ہے آپ لوگ میری وجہ سے یہ گھر چھوڑنا چاہتے ہیں

وہ ساجدہ بیگم کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر اصل بات سمجھ گئی تھی

بیٹا ہم خود بھی ایسے بے حس لوگوں کے بیچ رہنا نہیں چاہتے جہاں سب نے اچھائی کا

نقاب چڑھا رکھا ہو

ہاں وہ سب ٹھیک ہے لیکن آپ لوگ اپنے گھر کے بنا کیسے رہیں گے؟؟

اسے امی ابو کی فکر ہو رہی تھی

آہستہ آہستہ عادت ہو جائے گی اور ویسے بھی۔۔۔۔

موبائل کی مسلسل بجتی رنگ ٹون سے انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی اور کال

ریسیو کی

دوسری طرف سے بات سنتے ہی وہ زینب کو اشارہ کرتی باہر چلی گئی

تھوڑی دیر بعد واپس آئیں تو زینب وہیں بیٹھی تھی

کس کی کال تھی امی؟؟

زینی نے پوچھا

ثمرہ کی کال تھی باجی شمشاد کو...

ہارٹ اٹیک آیا ہے وہ ہاسپٹل ہیں

انہوں نے رک رک کر بات مکمل کی

کیاااا؟؟

کیوں؟؟مطلب کیسے کب؟؟

وہ واقع پریشان ہو چکی تھی

آج دوپہر میں ہی

ثمرہ کہہ رہی تھی کہ وہ بار بار تمہارا نام لے رہی ہیں وہ تم سے کوئی بات کرنا چاہتی ہیں

زینب کو وہ دن یاد آیا جب اس نے خالہ شمشاد کو کال کی تھی اور انہوں نے کس طرح زینب کو سنائی تھیں..

وہ یک دم چپ ہو کر بیٹھ گئی

مجھے نہیں جانا آپ چلی جائیں اور حال پوچھ لیں

اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا

ایسے نہیں کہتے بیٹا پتہ نہیں وہ کیا کہنا چاہتی ہوں اور اگر خدانخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو ساری عمر افسوس رہے گا چلو اٹھو شاباش میں چادر لے کر آتی ہوں..

وہ اسے سمجھاتی اٹھ گئیں

امی پلیز....

امی نے اس کی بات کاٹ دی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زینب اب نو بحث چلو اٹھو شاباش

اب اسے بے دلی سے اٹھنا پڑا...

⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐

ساجدہ بیگم زینی کو لے کر ہاسپٹل پہنچی تو ثمرہ کے سب گھر والے اور سمیر کی پوری فیملی بھی وہیں تھی انکی حالت ابھی ٹھیک نہیں تھی اور ڈاکٹر ملنے نہیں دے رہے تھے وہ سب باہر ہی تھے مگر وہ بار بار زینب کا نام لے رہی تھیں اور ڈاکٹرز نے بھی کہا تھا کہ زینب کو بلوا کر ان سے ملوایا جائے

اسکی وجہ سے سب لوگ ان کے پاس کمرے میں آگئے

خالہ

زینب نے انکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پکارا

اور انہوں نے جھٹ آنکھیں کھول دیں انکی آنکھوں میں نمی ہلکورے لے رہی تھی اور وہ بمشکل دونوں ہاتھوں کو زینب کے سامنے جوڑنے کی کوشش کر رہی تھیں

انکے ہاتھ کپکپا رہے تھے

زینب مجھے معاف کردو..

میں نے تم پر بڑا ظلم کیا

بیٹا مجھے معاف کر دو

وہ لرزتی آواز میں کہہ رہی تھیں

نہیں خالہ آپ معافی مت مانگیں اور زیادہ بات مت کریں ڈاکٹر نے منع....

خالہ نے اسکی بات کاٹ دی

نہیں مجھے بولنے دو میری وجہ سے سمیر نے تمہارے اوپر شک کیا

شک کے لفظ پر زینب کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی یں وہ بے یقینی سے خالہ کی طرف دیکھ رہی تھی

تو کیا کسی شک کی بنا پر سمیر نے مجھ سے نہیں ثمرہ سے شادی کی ہے؟؟

اسے مجھ سے زیادہ کسی اور کی بات پر یقین تھا؟؟

میں نے ہی اس کے دل میں تمہارے اور زوہیب کے بارے میں غلط بات ڈالی تھی

میں نے اس سے جھوٹ کہا کہ تم ہاسپٹل اس سے ملنے نہیں آئی ی اور انکے گھر ہی رہی تھی

زینب کے ساتھ ساتھ سبھی کے منہ اور آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں سوائے سمیر کے جو نظریں جھکائے کھڑا تھا

بولو نا بیٹا کیا تم مجھے معاف کرو گی؟؟

انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ انہوں نے خود ہی اپنے منہ سے اپنا جرم قبول کر کے بے خبروں کو بھی خبر کر دی ہے

زینب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اب اسے خالہ سے زیادہ سمیر قصوروار لگ رہا تھا جس نے اتنے بڑے الزام پر ظالموں کا ساتھ دیا تھا اس کے پاک دامن کو داغ دار کر دیا تھا..

بیٹا اب ان لوگوں کی شادی ہو گئی ہے پلیز انہیں گھر بسا لینے دو اور ہم سب کو معاف کر دو

زینب نے خالہ کی طرف دیکھا اور نم آنکھوں سے مسکرا دی وہ اب بھی اپنا ہی مطلب نکالنا چاہتی تھیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس لیے وہ آنسو صاف کرتے ہوئے بولی

ارے خالہ آپ مجھ سے معافی مانگ رہی ہیں لیکن میں تو آپکی شکر گزار ہوں

اب سب نے حیرت سے اسکو دیکھا لیکن اس نے سمیر کو دیکھا اور بولی

شکر گزار اس لیے کہ آپ نے مجھے ہر رشتے کی اصلیت سے روشناس کرا دیا اب کم از کم کبھی کوئی غلط فہمی نہیں پالوں گی

محبت کا بھی پتہ چل گیا اور رشتوں کا بھی

پھراس نے خالہ کہ طرف دیکھا

میری عادت نہیں ہے دولوگوں کے بیچ اپنی غرض سے آنے کی

اس نے معنی خیزی سے کہا

مجھے کسی سے کوئی ی گلہ نہیں ہے میں کون ہوتی ہوں یہ طے کرنے والی کہ کس کو معاف کرنا ہے اور کس کو نہیں؟

اگر آپکو واقع احساس جرم ہے تو اللہ سے معافی مانگیں

وہ یہ کہتی،انکاہاتھ جھٹکتی باہر نکل گ ئ ی..

اسوقت وہ کسی کا بھی سامنا نہیں کر سکتی تھی آنسو بہہ نکلنے کو بے تاب تھے اور وہ سب کے سامنے رو کر خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی..

سمیر کی بھی آنکھیں نم تھیں وہ چپ چاپ زینی کو دیکھتا رہا اب زینب کو یہ بات پتہ چلنے پر وہ اور بھی بے بس ہو رہا تھا کہ زینب کم از کم خود پر جھوٹا الزام تو کبھی برداشت نہ کرتی..

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمیر ثمرہ کو طلاق دیناچاہتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ ثمرہ کو کبھی اس شادی سے کچھ حاصل نہیں ہو گا اور وہ ساری زندگی اس آگ میں جلتی رہے گی مگر کوئی ی اسکو یہ کرنے نہیں دے رہا تھا کہ ایک غلطی تم پہلے ہی کر چکے ہو اب دوسری نہیں اور خالہ شمشاد کی بھی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اتنا بڑا صدمہ برداشت کر پاتیں ہارٹ اٹیک کے ایک ماہ بعد انہیں فالج کا بھی اٹیک آچکا تھا اور اب وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھیں کبھی کبھی وہ ایسی باتیں کرتیں کہ انکی دماغی حالت پہ شک ہونے لگتا...

سمیر نے بارہا کوشش کی زینی سے بات کرنے کی مگر ہر بار ناکام رہا اور اس وجہ سے اسکا احساس جرم اور بھی بڑھتا جا رہا تھا

اس دن وہ اکیلا جائے نماز پر سجدے میں گڑگڑا رہا تھا جب زوہیب اس کی قابل رحم حالت دیکھ کر زینب کے پاس چلا آیا اور وہ اسی دن سامان سمیت شفٹ ہو جانے کیلیے تیار تھے..

آپی میں آپ سے اپنے بھائی ی کی زندگی اور خوشی کیلیے بھیک مانگنے آیا ہوں پلیز صرف ایک بار ان سے بات کر لیں وہ بہت تڑپ رہے ہیں ہر روز مر رہے ہیں انکا احساسِ جرم انہیں جینے نہیں دے رہا

وہ ایک سائیڈ پہ ہو کر زینب سے منت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاش میری خوشی کیلیے بھی کسی سے بھیک مانگی ہوتی تو آج ہم دونوں زندہ بھی ہوتے اور خوش بھی

زینب نے بے بسی سے کہا

آپ نہیں جانتی میرا اللہ جانتا ہے کہ میں نے سر توڑ کوشش کی تھی مگر میں ناکام رہا تھا

لیکن اس بار میں آپ کے پاس آیا ہوں اپنی درخواست لے کر اور مجھے یقین ہے میں ناکام نہیں لوٹوں گا

زینب خاموش رہی تو وہ پھر بولا

پہلے پہل میں بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ انکو معاف نہ کریں اور جب مجھے شک والی بات پتہ چلی تو میں نے سوچا کہ سمیر بھائی ی نے خود اپنے ساتھ برا کیا تو انہیں سزا ملنی چاہیے

لیکن آپ یقین کریں اگر کچھ دیر اور وہ ایسے رہے نا تو وہ مر جائی یں گے وہ ہر وقت روتے ہیں کہیں سے بھی وہ پہلے والے سمیر نہیں لگتے..

اسکی آنکھیں نم ہو چکی تھیں زینب بھی رونے لگی تھی اتنی پتھر دل کیسے ہو سکتی تھی بھلا وہ

پلیز...

زوہیب نے پھر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا تو زینب نے سر ہلا دیا..

⭐⭐⭐⭐⭐⭐⭐

ہاں زوہیب بولو

چونکہ زوہیب کے نمبر سے کال ہو رہی تھی تو دوسری طرف سے سمیر نے کہا

کوئی ی بات کرنی ہے تم نے مجھ سے؟؟

سمیر کی آواز سن کہ یک دم زینب کا دل بھر آیا تھا کبھی سوچا نہ تھا کہ اس شخص سے اتنی دوری ہو گی

سمیر کو اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آیا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا

ز..زینی تم؟؟

کیسی ہو تم؟؟

سمیر نے اضطرابی سے پوچھا بہت روکنے کے باوجود بھی آنسو نکل آئے تھے

کیا بات کرنی ہے؟؟

زینب نے اسکے سوال کو نظر انداز کیا

سمیر سوچ میں پڑ گیا کہ بات شروع کیسے کرے پھر وہ اپنی ساری ہمت اکھٹی کر کے بولا

زینی کیا تم مجھے کبھی معاف نہیں کرو گی؟؟

سمیر کی آواز بھی بھرا گئی ی تھی

زینب نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولی

کس چیز کیلیے معاف کروں؟؟

مجھ سے جھوٹی محبت کرنے کیلیے؟؟

میرا اعتبار نہ کرنے کیلیے؟؟

میرا بھروسہ توڑنے کیلیے؟؟

میرے حصے کی محبت کسی اور دینے کیلیے؟؟

میری خوشی،میرا سکون....

سمیر نے اسکی بات کاٹ دی

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس،،،

پلیز بس کرو

وہ بے اختیار رو دیا تھا

دونوں ہی بچوں کی طرح بہت دیر روتے رہے

پھر سمیر بولا

تم جو کہو ٹھیک ہے

مجھے جو سزا دو مجھے منظور ہے مگر خدا کیلیے میری محبت کو جھوٹا مت کہو میرا اللہ جانتا ہے

میں آج بھی تم سے کتنا پیار کرتا ہوں

اب اپنی بیوی کو میری وجہ سے حق نہ دے کر نہ مجھے گنہگار کرو اور نہ مزید اپنے لیے

کوئی احساسِ جرم پالو

تمہارا نصیب اسکے ساتھ جڑ چکا ہے

زینب نے آنسو صاف کرتے بھرائی آواز میں کہا

جڑا نہیں،، جوڑا گیا ہے

جو بھی ہے اب اسی کو قبول کرنے میں ہی سب کی بھلائی ہے

سب کو انکے کیے کی سزا مل چکی ہے..

زینب نے اب بھی کسی کیلیے برا نہیں سوچا

مجھے تو بہت بڑی سزا ملی ہے جسے عمر بھر سہنا ہے

سمیر نے بے بسی سے کہا

سمیر زندگی کی طرف لوٹ آؤ..

میں اتنی خود غرض نہیں کہ تمہیں محبت میں ڈال کر اپنے لیے مرنے کیلیے چھوڑ دوں

کوشش کرونگا لیکن تمہارے بنا زندگی کیا ہر چیز ہی ادھوری ہے

سمیر نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا

ہماری محبت شاید سچی تھی تبھی لاحاصل رہی

زینب نے پھر بھرائی ہوئی آواز میں کہا تو دونوں طرف خاموشی چھا گئی جس کا مطلب صاف تھا کہ وہ پھر سے رو رہے ہیں

ٹھیک ہے سب میرا ہی انتظار کر رہے ہونگے میں چلتی ہوں

اپنا خیال رکھنا

اور کھٹاک سے فون بند کر دیا اس بندے کو خدا حافظ کہنا یا سننا بہت مشکل تھا

موبائل واپس زوہیب کو دیا تو اس نے آنکھوں سے شکریہ ادا کیا..

گھر والے سب سے ملنے ملانے میں مصروف تھے اپنے آبائی گھر کو چھوڑنے پر دونوں امی ابو ہی افسردہ تھے مگر یہ انکی کوشش تھی کہ شاید انکی بیٹی یہاں سے دور رہ کر ہنسنا مسکرانا سیکھ جائے..

وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نئے سفر پر چل پڑی تھی لاحاصل سی محبت میں دکھ درد دیکھنے کے بعد وہ یہاں سے جارہی تھی..

زندگی نے اس کیلیے اس سے خوبصورت چیزیں سوچ رکھی ہونگی اسی امید سے سب مسکرا رہے تھے..

زینب سے بات کر کے سمیر کا تھوڑا بوجھ تو کم ہوا تھا مگر یہ پچھتاوا تو تھا ہی کہ اس نے اپنے ہی ہاتھوں سے دونوں کی محبت کا خون کر دیا ہے..

**********

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین